فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

محدث

مدیر: حافظ عبدالرحمن مدنی

مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) گارڈن ٹاؤن ○ لاہور (۱۶)

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے **زرِ سالانہ:** ۲۰۰روپے **بیرون ملک:** ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ **ایڈریس:** ماہنامہ محدث، ۹۹جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 35866476 / 042 - 3586639 **موبائل:** 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __ www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

- عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

- علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

- غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

- تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

- آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

- جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

ملّتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

ماہنامہ

محدث

لاہور

(فون) صدر دفتر: ۸۰۵۵۰

ذیلی دفتر: ۵۴۸۷۳

جلد ۲	محرم الحرام ۱۳۹۲ھ	مارچ ۱۹۷۲	عدد ۳

2

مدیر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

معاونین: عبدالسلام مدنی، عبدالغفار اثر

مجلس التحریر

حافظ ثناءاللہ خاں، بی اے (آنرز) ایم اے (عربی، اسلامیات)

چودھری عبدالحفیظ، ایم۔اے (عربی، اسلامیات)

حافظ سیف الرحمٰن، بی۔اے، فاضل عربی (او۔ٹی)

مولانا عزیز زبیدی — مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

مجلس التحقیق الاسلامی

ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی — طابع: چودھری رشید احمد — مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

زرِ سالانہ: دس روپے — فی جلد: ۹۰ پیسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

۱۔	فکر و نظر (محرم الحرام)	علامہ نواب صدیق حسن خاںؒ	۳
۲۔	ماہِ محرم کی شرعی اور تاریخی حیثیت	شیخ الحدیث مولانا محمد صاحب کنگن پوری	۵
۳۔	حدیث "اطلبوا العلم ولو بالصین" کی تحقیق	جناب ریاض الحسن نوری ایم اے۔	۱۷
۴۔	حضرت خواجہ حافظ شیرازی کا ناصحانہ کلام	مولانا اظہر امرتسری	۲۰
۵۔	اے خدا بخش دے ہم گناہگاروں کو (نظم)	خواجہ عبدالمنان رازؔ	۳۲
۶۔	سماع، امام نابلسیؒ کا نقطۂ نظر	مولانا عزیز زبیدی	۳۴
۷۔	غم (نظم)	مولانا عبدالرحمٰن عاجزؔ	۳۸
۸۔	محمد مارمیڈیوک پکتھالؒ	جناب اختر راہی ایم اے	۳۹
۹۔	انتخاب	خواجہ عبدالمنان رازؔ	۴۵
۱۰۔	تعارف و تبصرۂ کتب	خواجہ عبدالمنان رازؔ	۴۷

کتابت۔ خبیب احمد سلیم مسجد مبارک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ۔ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

محرم الحرام

یومِ عاشورہ

اس مہینہ میں یومِ عاشورہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ بخاری و مسلم میں ابنِ عباس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے علاوہ کسی دوسرے دن کو افضل سمجھ کر کبھی روزۂ نفلی نہیں رکھا اور ماہِ رمضان کے علاوہ کبھی پورے مہینہ بھر روزے نہیں رکھے۔ بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ عاشورہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو فرمایا کہ "آج کا روزہ رکھنا کسی کے لیے ضروری نہیں۔ میں آج روزے سے ہوں۔ جو شخص چاہتا ہے، روزہ رکھے۔ اور اگر روزہ نہ رکھا جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں"۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہلِ جاہلیت اس دن روزہ رکھتے تھے۔ فرضیتِ رمضان سے قبل مسلمان بھی روزہ رکھتے رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن کا روزہ رکھا۔ پھر فرمایا کہ "ایام اللہ میں سے یہ بھی ایک عام دن ہے۔ جو کوئی اس دن روزہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے"[1]

ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا کہ "عاشورہ کے دن کا روزہ سالِ گزشتہ کا کفارہ ہوتا ہے"۔

ایک نہیں دو روزے

صحیح مسلم میں یہ بھی ذکر ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ عاشورہ کا روزہ رکھا تو لوگوں نے بیان کیا کہ یہود و نصاریٰ بھی اس دن کی تعظیم کرتے ہیں۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا کہ "آئندہ سال ہم دہم محرم کے

---

[1] ۱۔ مسلم عن ابی قتادۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ نہم محرم کا بھی روزہ رکھیں گے"۔ ایک اور روایت میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "یہود دہم محرم کا روزہ رکھتے ہیں تم ان کی مخالفت کرو اور اس کے ساتھ نہم یا نہم کا بھی روزہ رکھو"

ماتم۔ بدعتِ مکفرہ

اس مہینے میں جس طرح روافض ماتم کرتے ہیں یہ ایک ایسی بدعت ہے جسے بدعتِ مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) کہا جاتا ہے۔

فضیلتِ محرم

ماہِ محرم کی فضیلت کے متعلق جو چند حدیثیں بیان کی جاتی ہیں ان کے متعلق صاحبِ سفر السعادۃ کی تحقیق یہ ہے کہ ان میں صرف یومِ عاشورہ کے روزے والی حدیثیں صحیح ہیں، باقی سب[1] حدیثیں موضوع اور مفتری ہیں۔ امام ابن قیمؒ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے۔ اہل وعیال پر توسیع رزق والی حدیث کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ "اس بارہ میں صحیح سند والی کوئی حدیث نہیں آتی"۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ عقیلیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند میں "لین" ہے ابن حبانؒ نے اسے "حسن" قرار دیا ہے۔ بیہقیؒ (جس نے یہ روایت بیان کی ہے) نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔

---

[1] عاشورا کے علاوہ ماہِ محرم کے عام دنوں میں روزوں کی فضیلت بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ اسی شمارہ میں شائع شدہ مضمون بعنوان "ماہ محرم کی شرعی اور تاریخی حیثیت" میں وضاحت سے ذکر ہے۔ البتہ مکمل ماہ کے روزے رمضان کے علاوہ کسی ماہ کے ثابت نہیں۔ باقی حدیثوں سے مراد غالباً وہ ہیں جو عاشورا کے روز آپس میں مصافحہ، سرمہ، خضاب اور غسل کی برکات، بعض مسجدوں اور قبروں کی زیارت اور اس دن کی مخصوص نماز وغیرہ کی فضیلت کے بارے میں گھڑ لی گئی ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو منہاج السنہ جلد ۴ ص۵۱۱ اور الفتاوی الکبری جلد ۲ ص۳۰۵ لابن تیمیہؒ (مدیر)

[2] الفاظ یہ ہیں:۔ مَنْ اَوْسَعَ عَلٰی عِیَالِہٖ وَاَھْلِہٖ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَوْسَعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ سَائِرَ سَنَتِہٖ۔ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ وَغَیْرُہٗ مِنْ طُرُقٍ وَقَالَ الْبَیْھَقِیُّ ھٰذِہِ اَسَانِیْدُ وَاِنْ کَانَتْ ضَعِیْفَۃً فَلَعَلَّ بَعْضَھَا اِلٰی بَعْضٍ اَخَذَتْ قُوَّۃً وَاللّٰہُ اَعْلَمُ لیکن ہر سند سخت کمزور ہو تو کثرت سے کیا ہوتا ہے۔ دراصل بات ابن تیمیہؒ کی صحیح ہے۔ (محمد داؤد راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث مولانا محمد صاحب کنگن پوری تہذیب و اضافہ (ادارہ)

ماہِ محرّم کی شرعی اور تاریخی حیثیت

محرم الحرام چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک اور اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ جہاں کئی شرعی فضیلتوں کا حامل ہے وہاں بہت سی تاریخی اہمیتیں بھی رکھتا ہے۔ کیونکہ اسلامی تاریخ کے بڑے بڑے واقعات اس مہینہ میں رونما ہوئے بلکہ یوں کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ نصرف تاریخ امت محمدیہ کی چند اہم یادگاریں اس سے وابستہ ہیں بلکہ گزشتہ امتوں اور جلیل القدر انبیاء کے کارہائے نمایاں اور فضلِ ربانی کی یادیں بھی اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ لیکن شرعی اصولوں کی روشنی میں جس طرح دوسرے شہور و ایام کو بعض عظیم الشان کارناموں کی وجہ سے کوئی خاص فضیلت و امتیاز نہیں ہے اسی طرح اس ماہ کی فضیلت کی وجہ بھی یہ چند اہم واقعات و سانحات نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اشہرِ حُرُم (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب) کو ابتدائے آفرینش سے ہی اس اعزاز و اکرام سے نوازا ہے جس کی وجہ سے دورِ اسلام اور دورِ جاہلیت دونوں میں ان مہینوں کی عزت و احترام کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے سنگدل اور جفاکار بھی جنگ و جدال اور ظلم و ستم سے ہاتھ روک لیتے تھے۔ اس طرح سے کمزوروں اور ناداروں کو کچھ عرصہ کے لیے گوشۂ عافیت میں پناہ مل جاتی تھی۔

اچھے یا بُرے دن منانے کی شرعی حیثیت

اسلام نے واقعاتِ خیر و شر کو ایام کی معیارِ فضیلت قرار نہیں دیا بلکہ کسی مصیبت کی بنا پر زمانہ کی برائی سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور قرآن مجید میں کفار کے اس قول کی مذمت بیان کی ہے:

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (الجاثیہ ۲۴) یعنی ہمیں زمانہ کے خیر و شر سے ہلاکت پہنچتی ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حدیث میں ہے :۔

"زمانہ کو گالی نہ دو کیونکہ بُرا بھلا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔" (بخاری و مسلم)

یعنی خیر و شر کی وجہ لیل و نہار نہیں ہیں بلکہ خدا کا ساز زمانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اچھے یا بُرے دن منانے کی کوئی اصل ہی تسلیم نہیں کی جیسا کہ آج کل محرم کے علاوہ بڑے بڑے لوگوں کے دن یا سالگرہ وغیرہ منائی جاتی ہیں۔

فضیلتِ محرم قرآن کریم سے

خصوصی طور پر ماہِ محرم یا اس کے بعض ایام کی فضیلت کے متعلق میں پہلے قرآن و حدیث سے کچھ عرض کرتا ہوں ——— قرآن مجید میں ہے :۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ..... الآیۃ (التوبہ ۳۶)

بے شک شریعت میں ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ کے ہاں بارہ ماہ ہیں جن سے چار حرمت والے ہیں، یہی مستحکم دین ہے۔ تم ان مہینوں کی حرمت توڑ کر اپنی جان پر ظلم نہ کرو۔

تفسیر جامع البیان ص۱۶۷ میں ہے :۔

فَاِنَّ الظُّلْمَ فِيْهَا اَعْظَمُ وِزْرًا فِيْمَا سِوَاهُ وَالطَّاعَةُ اَعْظَمُ اَجْرًا

یعنی ان مہینوں میں ظلم و زیادتی بہت بڑا گناہ ہے اور ان میں عبادت کا بہت اجر و ثواب ہے

تفسیر خازن جلد ۳ ص۱۲۳ میں ہے :۔

وانما سميت حرما لان العرب في الجاهلية كانت تعظمها وتحرم فيها القتال حتى لو ان احدهم لقي قاتل ابيه وابنه واخيه في هذه الاربعة الاشهر لم يهجه ولما جاء الاسلام لم يزدها الا حرمة وتعظيما ولان الحسنات والطاعات فيها تتضاعف وكذلك السيئات ايضا اشد من غيرها

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلا تجوز انتهاك حرمة الا شهر الحرم

یعنی ان کا نام حرمت والے مہینے اس لیے پڑ گیا کہ عرب دورِ جاہلیت میں ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور ان میں لڑائی جھگڑے کو حرام سمجھتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ بیٹے یا بھائی کے قاتل کو بھی پاتا تو اس پر بھی حملہ نہ کرتا۔ اسلام نے ان کی عزت و احترام کو اور بڑھایا نیز ان مہینوں میں نیک اعمال اور طاعتیں ثواب کے اعتبار سے کئی گنا بڑھ جاتی ہیں۔ اسی طرح ان میں برائیوں کا گناہ دوسرے دنوں کی برائیوں سے سخت ہے لہٰذا ان مہینوں کی حرمت توڑنا جائز نہیں۔

فضیلتِ محرم احادیث سے

آیت مذکورہ بالا کی تفسیر سے محرم الحرام کی فضیلت اور اس ماہ کی عبادت کی اہمیت معلوم ہو چکی ہے۔ اب ہم احادیث سے مزید وضاحت اور بعض ایام کی خصوصی فضیلت پیش کرتے ہیں۔

محرم کے روزے

عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم افضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم و افضل الصلوٰة بعد الفريضة صلوٰة الليل (اخرجه مسلم ص۳۶۸ ج۱، ايضا ابو داود۔ الترمذی۔ النسائی)

رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہِ محرم کے روزے ہیں اور فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل رات کی نماز (تہجد) ہے۔

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من صام يوم عرفة كان له كفارة سنتين و من صام يوما من المحرم فله بكل يوم ثلاثون يوما۔ (رواه الطبرانی فی الصغير و هو غريب و اسناده لا باس به) (الترغيب والترهيب ص۲۳۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفارہ ہے اور جو محرم کے روزے رکھے اسے ہر روزہ کے عوض تیس روزوں کا ثواب ملیگا۔
(یہ روایت اگرچہ اس پائے کی نہیں لیکن ترغیب وترہیب میں قابلِ استیناس ہے)

نیز حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ:۔

ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رمضان کے بعد میں کس ماہ میں روزے رکھوں؟ آپ نے فرمایا۔ محرم کے روزے رکھ کیونکہ وہ اللہ کا مہینہ ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی توبہ قبول کرلی اور ایک اور قوم کی توبہ قبول کرے گا۔[1]

عاشوراء کا روزہ

ماہِ محرم میں روزوں کی فضیلت کے متعلق اگرچہ عمومی طور پر صحیح احادیث وارد ہیں جیسا کہ ابھی گذرا لیکن خصوصی طور پر یوم عاشوراء یعنی دس تاریخ محرم کے بارے میں کثرت سے احادیث آئی ہیں۔ جو اس دن کے روزے کی بہت فضیلت بیان کرتی ہیں بلکہ بعض روایات کے مطابق رمضان شریف کے روزوں سے قبل عاشوراء کا روزہ فرض تھا۔ (جیسا کہ بعض شوافع کا قول ہے)[2] پھر جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو اس دن کے روزے کی صرف تاکید باقی رہ گئی۔

اب قارئین اس سلسلہ میں وارد احادیث ملاحظہ فرمائیں:۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ما رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحری صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ھذا الیوم یوم عاشوراء وھذا الشھر یعنی رمضان (اخرجہ البخاری و مسلم)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزے کا دوسرے عام دنوں کے روزوں پر افضل جانتے ہوئے ارادہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ یوم عاشوراء اور ماہِ رمضان کا (اہتمام کرتے ہوئے دیکھا ہے)

عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال سئل عن صوم یوم عاشوراء فقال یکفر

---

[1] الترغیب والترھیب ص ۲۳۶ [2] فتح الباری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السنة الماضية (اخرجه مسلم ج ۱ ص ۳۶۸)

ابوقتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشوراء کے روزہ کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے ایک سال گزشتہ کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

عن حفصة رضی الله عنها قالت اربع لم یکن یدعهن النبی (صلی الله علیه وسلم) صیام عاشوراء ..... الحدیث (اخرجه النسائی)

آپ چار چیزیں نہ چھوڑا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک عاشوراء کا روزہ ہے۔ الخ

عاشوراء کا روزہ اور یہود

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قدم المدینة فوجد الیهود صیاما یوم عاشوراء فقال لهم رسول الله صلی الله علیه وسلم: ما هذا الیوم الذی تصومونه؟ فقالوا: هذا یوم عظیم انجی الله فیه موسیٰ وقومه وغرق فرعون وقومه فصامه موسیٰ شکرا فنحن نصومه، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فنحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم فصامه رسول الله صلی الله علیه وسلم وامر بصیامه [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن کا روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے روزہ رکھنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا، یہ بہت بڑا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور اس کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا تھا (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے (اس دن) شکر کا روزہ رکھا۔ پس ہم بھی ان کی اتباع میں روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا، ہم تمہاری نسبت موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب اور حق دار ہیں لہٰذا آپؐ نے خود روزہ رکھا اور (صحابہؓ کو) اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

---

[1] اخرجه البخاری ومسلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے عاشورا کے روزہ کا مسنون ہونا ثابت ہوا۔ دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی مشابہت سے بچنے کے لیے اس کے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھنے کا بھی ارادہ ظاہر فرمایا[1]۔ اور مسند احمد کی ایک روایت میں گیارہ محرم کا بھی ذکر ملتا ہے یعنی ۹ محرم یا گیارہ۔

یوم عاشورا اور عرب

عاشورا کے دن کی فضیلت عرب کے ہاں معروف تھی اس لیے وہ بڑے بڑے اہم کام اسی دن سرانجام دیتے تھے۔ مثلاً روزہ کے علاوہ اسی روز خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے بحوالہ ازرقی ذکر کیا ہے کہ "حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی عاشورا کے روز خانہ کعبہ کو غلاف چڑھایا۔" (فتح الباری ج ۳ ص ۳۶۷)

حاصل یہ ہے کہ اللہ ارحم الراحمین اور نبی رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) نے امت مسلمہ کو ماہ محرم کی برکات و فیوض سے مطلع کر دیا ہے اور بعض ایام میں مخصوص اعمال کی فضیلت سے بھی آگاہ کر دیا ہے تاکہ ہم شریعت کی ہدایات کے مطابق عمل کر کے سعادتِ دارین حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم دیکھیے کہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد وہ ہمیں کتنے عظیم الشان مواقع مہیا کرتا ہے جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم فیضانِ رحمت سے دامن بھر سکیں اور تلافیٔ مافات کرتے ہوئے اسی کی اطاعت و فرمانبرداری کے لیے کمربستہ ہو سکیں۔

رمضان خیر و برکت کی بارانی کرتا ہوا گزرا تو شوال اشہر الحج (شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ) کی نوید لایا پھر ذی الحجہ ختم ہوا ہی تھا کہ حرمت و عظمت میں اس کا شریک کار سن ہجری کا پہلا مہینہ اپنی برکات و فیوض سے ہم پر آسایہ فگن ہوا۔ گویا سدا رحمت برس رہی ہے۔ کاش کوئی جھولی بھرنے والا ہو! انسان کو چاہیئے کہ ان مبارک اوقات کو غنیمت جانے اور اعمالِ صالحہ صوم و صلوٰۃ، ذکر و فکر، جد و جہد میں مصروف رہ کر اپنے آقا کو خوش کر لے اور خداوند عزوجل کا قرب حاصل کر کے منزل مقصود پر پہنچ جائے لیکن یہ دیکھ کر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ ہم ان ایام و شہور کی اصل برکتوں سے محروم رہ کر غلط رواجات اور قبیح رسومات میں مبتلا ہو کر یا ان میں شرکت کر کے ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں سے

[1] رواہ الترمذی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہی دامن رہتے ہیں بلکہ الٹا گناہ گار ہو کر اس کے غضب کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

ماہِ محرم کی بدعات

ہم نے ماہِ محرم سے بہت سے غلط رواج وابستہ کر لیے ہیں، اسے دکھ اور مصیبت کا مہینہ قرار دے لیا ہے جس کے اظہار کے لیے سیاہ لباس پہنا جاتا ہے۔ رونا پیٹنا، تعزیہ کا جلوس نکالنا اور مجالس عزاء وغیرہ منعقد کرنا یہ سب کچھ کارِ ثواب سمجھ کر اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کے اظہار کے طور پر کیا جاتا ہے حالانکہ یہ سب چیزیں نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے خلاف ہیں بلکہ نواسۂ رسولؐ کے اس مشن کے بھی خلاف ہیں جس کے لیے انہوں نے اپنی جان قربان کر دی۔ شیعہ حضرات کی دیکھا دیکھی خود کو سنی کہلانے والے بھی بہت سی بدعات میں مبتلا ہو گئے ہیں مثلاً اس ماہ میں نکاح شادی کرنے برکتی اور مصائب و آلام کے دور کی ابتدا کا باعث سمجھ کر اس سے احتراز کیا جاتا ہے اور لوگ اعمالِ مسنونہ کو چھوڑ کر بہت سی من گھڑت اور موضوع احادیث پر عمل کرتے ہیں مثلاً بعض لوگ خصوصیت سے عاشورا کے روز بعض مساجد و مقابر کی زیارتیں کرتے اور خوب صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اس دن اہل و عیال پر فراخی کرنے کو سارے سال کے لیے موجبِ برکت سمجھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ

کیا ماہِ محرم صرف غم کی یادگار ہے؟

شہادت حسینؓ اگرچہ اسلامی تاریخ کا بہت بڑا سانحہ ہے لیکن یہ صرف ایک واقعہ نہیں جس کی یاد محرم سے وابستہ ہے بلکہ محرم میں کئی دیگر تاریخی واقعات بھی رونما ہوئے ہیں جن میں سے اگر چند ایک افسوسناک ہیں تو کئی موقعے ایسے بھی ہیں جن پر خوش ہونا اور خدا کا شکر بجالانا چاہیئے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰؑ کی اقتداء میں عاشورے کے دن شکر کا روزہ رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن موسیٰؑ کو فرعون سے نجات دی تھی۔ نیز اگر اتفاق سے شہادتِ حسینؓ کا المیہ بھی اسی ماہ میں واقع ہو گیا تو بعض دیگر جلیل القدر صحابہؓ کی شہادت بھی تو اسی ماہ میں ہوئی ہے۔ مثلاً سطوتِ اسلامی کے عظیم علمبردار خلیفہ ثانی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی ماہ کی یکم تاریخ کو حالت نماز میں ابو لؤلؤ فیروز نامی ایک غلام کے ہاتھوں شہید ہوئے اس لیے شہادتِ حسینؓ کا دن منانے والوں کو ان کا بھی دن منانا چاہیئے ——— لیکن ——— حقیقت یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اگر اسلام اسی طرح دن منانے کی اجازت دے دے تو سال کا کوئی ہی ایسا دن باقی رہ جائے گا جس میں کوئی تاریخی واقعہ یا حادثہ رونما نہ ہوا ہو اور اس طرح مسلمان سارا سال انہی تقریبات اور سوگوار ایام منانے اور ان کے انتظام میں لگے رہیں گے۔

آزمائشیں دنیا کی امامت اور حیات جاودانی بخشتی ہیں

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا دار البلاء اور امتحان گاہ ہے۔ اس دنیا میں ہر نبی اور امت پر کٹھن وقت آئے ہیں صرف بنی اسرائیل ہی کو لیجئے۔ ان پر کس قدر آزمائشیں آئیں؟ کس قدر انبیاء بے دریغ قتل کیے گئے؟ کتنے معصوم بچے ذبح ہوئے؟ جس کا اعتراف قرآن کریم نے بھی کیا ہے:۔

وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ یعنی اس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی، اہل بیت، صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور سلف و خلف میں ائمہ دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین پر ایسی ایسی مشکل گھڑیاں آئیں کہ ان کے سننے سے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بعثت سے لے کر واقعہ کربلا اور پھر کربلا سے لے کر اب تک اسلامی تاریخ کا کونسا ایسا ورق ہے جو اس قسم کے دل ہلا دینے والے واقعات سے خالی ہو؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی اور اسلام قبول کرنے والوں کے دل دوز حالات اور پھر مدنی زندگی اور حق و باطل کے معرکے کس قدر جگر سوز ہیں۔ کیا شہادت حمزہؓ، شہادتِ عمرؓ، شہادتِ عثمانؓ، شہادتِ علیؓ، شہادت عبداللہ بن زبیرؓ اور شہادت جگر گوشۂ رسولؐ حسینؓ کے لرزہ خیز حالات سننے کی تاب کسی کو ہے؟ لیکن یہی آزمائشیں تو انہیں امامت کے منصب پر فائز کرتی ہیں اور حیات جاودانی بخشتی ہیں۔ قرآن مجید میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیمؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ انہیں دنیا کی امامت آزمائشوں میں کامرانی کے بعد ہی ملی تھی۔ ارشاد ہے:۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا

یعنی ہم نے اپنے بندے ابراہیم کو چند آزمائشوں سے گزارا، وہ ان میں پورے اترے تو ہم نے کہا (اے ابراہیم) ہم آپ کو دنیا کا امام بنا رہے ہیں۔ (البقرہ: ۱۲۴)

ترمذی میں ہے:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ حجاج بن یوسف ظالم نے جو لوگ باندھ کر قتل کیے وہ ایک لاکھ بیس ہزار تھے (جن میں سے بیشتر صحابہ، جلیل القدر تابعین اور تبع تابعین تھے)"

اور مسلم میں ہے کہ:

"حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو کئی روز تک سولی پر لٹکائے رکھا۔ لوگ آتے اور ان کا دردناک انجام دیکھ کر گزر جاتے، جب عبداللہ بن عمرؓ کا ادھر سے گزر ہوا تو کہنے لگے۔ میں نے تجھے کئی بار منع کیا تھا۔ تین بار کہا۔ پھر فرمایا۔ خدا کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے تو بہت روزے رکھنے والا، بہت قیام کرنے والا اور بہت صلہ رحم تھا۔ خبردار! جو امت تجھ کو برا سمجھتی ہے بری امت ہے۔ حجاج بن یوسف کو جب یہ خبر پہنچی تو ابن زبیرؓ کی نعش کو وہاں سے اتروا کر اسے بے گور و کفن یہود کے قبرستان میں پھینک دیا۔ پھر ان کی والدہ اسماءؓ بنت ابی بکر الصدیقؓ کو بلایا۔ وہ نہ آئیں تو دوبارہ آدمی بھیجا اور کہا کہ آجا! ورنہ ایسے آدمی بھیجوں گا جو تجھے چوٹی (میڈیوں) سے پکڑ کر گھسیٹ کر لائیں گے۔ اسماءؓ نے انکار کر دیا اور کہا کہ جب تک تو ایسے آدمی نہ بھیجے جو مجھے زمین پر گھسیٹ کر تیرے پاس لائیں میں نہیں آؤں گی۔ پھر حجاج غصہ میں اٹھا اور اٹھا جوتا پہن کر تبختر سے اسماءؓ کے پاس آیا اور کہا تو نے دیکھ لیا، میں نے اللہ کے دشمن (تیرے بیٹے عبداللہ) کے ساتھ کیسا کیا ہے؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا میں نے دیکھ لیا کہ تو نے اس کی دنیا خراب کی اور اس نے تیری آخرت تباہ کر دی۔ نیز فرمایا، میں نے سنا ہے کہ تو میرے بیٹے عبداللہؓ کو "دو آزار بند والی کا بیٹا" کہہ کر پکارتا تھا۔ خدا کی قسم! واقعی میرے دو آزار بند تھے، ایک سے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کا کھانا باندھتی تھی جس وقت کہ وہ غار ثور میں چھپے ہوئے تھے۔ دوسرا وہی جو عورتوں کے لیے ہوتا ہے۔ پھر حضرت اسماءؓ نے کہا: گوش ہوش سے سن لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا تھا کہ ثقیف میں ایک کذاب اور ایک مفسد ہوگا۔ کذاب تو میں پہلے دیکھ چکی ہوں اور مفسد تو ہی ہے۔ پس وہ لاجواب ہو کر چلا گیا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اپنوں ہی نے حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث اور نواسۂ رسولؐ حضرت امام حسینؓ کو میدانِ کربلا میں جس طرح تشنہ مشق بنایا اور بے جگری سے شہید کیا، سن کر پتا پانی ہوتا ہے۔

غرضیکہ دنیا آزمائشوں کا گھر اور حق و باطل کا میدان کارزار ہے۔ اس میں خدا پرستوں پر اللہ کے دین کی خاطر اسی طرح کے مصائب و آلام کی بارش ہوا کرتی ہے جس سے وہ ہمیشہ سرخرو ہو کر نکلتے ہیں۔ دکھ اور الم کی لہروں کے سامنے وہ چٹان بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ نہ ان کے دل ڈرتے ہیں، نہ پاؤں گگاتے ہیں بلکہ وہ خدا کی خوشنودی کی خاطر سب کچھ خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں اور اپنے مقصد کے اعتبار سے ہمیشہ کامیاب و کامران لوٹا کرتے ہیں

نوحہ اور ماتم بزرگانِ ملت کی تعلیم کے خلاف اور ان کے مشن کی توہین ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پاکباز ہستیاں کس طرح صبر و استقلال کا پہاڑ ثابت ہوئیں۔ ان کے خلفاء اور ورثاء بھی ان کے نقش قدم پر چلے۔ نہ کسی نے آہ و فغاں کیا، نہ کسی نے ان کی برسی منائی نہ چہلم، نہ روئے نہ پیٹے، نہ کپڑے پھاڑے، نہ ماتم کیا اور نہ تعزیہ کا جلوس نکال کر گلی کوچوں کا دورہ کیا بلکہ یہ خرافات سات آٹھ سو سال بعد تیمور لنگ بادشاہ کے دور میں شروع ہوئیں لیکن یہ سب حرکتیں اور رسوم و رواج نہ صرف روحِ اسلام اور ان پاکباز ہستیوں کی تلقین و ارشاد کے خلاف ہیں بلکہ ان بزرگوں کی توہین اور غیر مسلموں کے لیے استہزاء کا سامان ہیں۔ اسلام تو ہمیں صبر و استقامت کی تعلیم دیتا ہے اور بَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ (صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو) کا مژدہ سناتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

وہ لوگ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

نوحہ اور ماتم کی مذمت (زبانِ رسالت سے)

نوحہ اور ماتم کی مذمت کے سلسلہ میں اگرچہ قرآن کریم کی کئی آیات اور احادیث نبوی سے استدلال کیا جا سکتا ہے بلکہ شیعہ حضرات کی بعض معتبر کتابوں سے ان کی ممانعت ثابت کی جا سکتی ہے لیکن اختصار کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشِ نظر اس صحبت میں ہم صرف دو فرمان نبوی پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیہ (بخاری و مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رخسار پیٹے، کپڑے پھاڑے اور جاہلیت کا واویلا کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا بریٔ ممن حلق وصلق وخرق (مسلم)

آپ نے فرمایا جو شخص سر منڈوائے، بلند آواز سے روئے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بیزار ہوں

ماہِ محرم کے چند تاریخی واقعات

اب آخر میں وہ چند واقعات ذکر کیے جاتے ہیں جو ماہِ محرم میں وقوع پذیر ہوئے لیکن آج عوام میں امام حسینؓ کی شہادت کے علاوہ ان کی یاد یں طاق نسیاں میں رکھی رہتی ہیں۔ اگرچہ ان کے ذکر سے میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ شہادتِ حسینؓ کی طرح ان کی بھی یادیں منائی جائیں کیونکہ جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اگرچہ اسلام ان واقعات کی اہمیت اپنی جگہ تسلیم کرتا ہے اور ان کی عظمت کی یاد دہانی بھی ضروری سمجھتا ہے تاکہ ان کا کردار ہمیں جذبۂ قربانی اور شوق شہادت دے اور جن موقعوں پر مسلمانوں نے کامیابی حاصل کی یا ظلم وستم سے نجات حاصل کی ان کے ذکر سے ہماری تثبیتِ قلبی ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کر سکیں لیکن وہ اس عظمت میں لیل ونہار کا کسی طرح کا دخل تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی عظمت میں انہیں شریک کار بناتا ہے۔ بلکہ میرا مقصد تاریخی یادداشتوں کی حیثیت سے ان کا ذکر ہے۔

دو جلیل القدر صحابیوں، بطل جلیل امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور گوشۂ جگر رسولؐ سید شباب المسلمین حضرت امام حسینؓ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے جو بالترتیب یکم محرم و دس محرم الحرام کو واصل بحق ہوئے اور ابتدائے آفرینش سے لے کر بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک چیدہ چیدہ واقعات درج ذیل ہیں:۔

۱۔ آدمِ ثانی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو کشتی کے ذریعے ان کی قوم کے ہٹکنڈوں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متعدد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی ماہ میں نجات ملی اور طوفانِ نوح میں مجرم کیفرِ کردار کو پہنچے۔

۲۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے نارِ نمرود اسی ماہ میں گلزار بنی اور نمرود اور اس کے ایجنٹوں کی کوششیں اکارت گئیں۔

۳۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و ستم سے دس محرم (عاشوراء) کو نجات ملی اور فرعون اور اس کی فوج غرقاب ہوئی۔

اس قسم کے بہت سے دیگر معرکہ ہائے حق و باطل تھے جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حق کو کامیابی نصیب ہوئی اور باطل خائب و خاسر ہوا۔ اگر ان شخصیتوں سے ہمارا بھی کوئی دینی اور روحانی تعلق ہے اور اسی حق میں ہم پیروکار ہیں جس کی خاطر انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کیں اور جابر و ظالم بادشاہوں سے ٹکر لی تو ہمیں جہاں امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن الخطاب کی شہادت کا غم ہے وہاں ان چند واقعات پر خوشی بھی ہونا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے جس نے حق کی مدد فرما کر اسلامی تاریخ کو ایسا تابناک بنایا اور ہمارے اسلاف کو اسی حق کی خاطر ثابت قدم فرما کر دین کا بول بالا کیا۔

ہمیں چاہیے کہ ان واقعات سے اچھا سبق لیں اور ان بزرگوں کی زندگیوں سے دینِ الٰہی کی خاطر ہر قسم کی جد و جہد کا نمونہ حاصل کریں۔ حتیٰ کہ اگر اس راہ میں اپنے جان و مال کی قربانی بھی دینی پڑے تو اس سے دریغ نہ کریں۔ ان واقعات کی یہی روح اور یہی ان بزرگوں کا مشن تھا۔ یہی راستہ دارین کی فوز و فلاح کا ضامن ہے اور یہی ان سے اظہارِ محبت کا طریقہ ہے۔

محرم کے مروجہ رواجات و رسوماتِ ماتم، مرثیہ خوانی، مجالس عزاء، تعزیہ داری، علم، دلدل، مہندی تابوت، لباسِ غم پہننا، امام حسین کے نام کی سبیلیں لگانا، ان کے نام کی نذر و نیاز دینا اور مالیدہ چڑھانا شرعاً ممنوع ہونے کے ساتھ ساتھ ان ائمہ کے مشن سے کوئی نسبت نہیں رکھتا۔ نہ ہی ان کے خلفاء و ورثاء محبین مخلصین کا یہ وطیرہ تھا اور نہ ہی یہ سب کچھ ان سے اظہارِ عقیدت کا ذریعہ ہے۔

مراد ما نصیحت بود گفتیم حوالت با خدا کریم رفتیم

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صحیح رستہ پر چلائے اور بزرگوں کے نقشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب ریاض الحسن نوری ایم اے تہذیب (ادارہ)

حدیث اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ کی تحقیق

سابق ناظم اعلیٰ اوقاف مغربی پاکستان مسعود احمد سی۔ ایس۔ پی کے دور میں محکمہ اوقاف نے ایک کتابچہ چھپوا کر تقسیم کیا تھا جس کا نام تو "اسلامی پاکٹ بک" رکھا گیا تھا لیکن درپردہ اس میں سوشلزم کی تبلیغ مقصود تھی۔ اس میں بہت سی دیگر غلط بیانیوں کے ساتھ جس دیدہ دلیری اور بے باکی سے بعض موضوع احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے اپنے مذموم مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، وہ حد درجہ افسوس ناک ہے۔ طرہ یہ کہ ان احادیث کو حدیث کے حد درجہ معتبر اور مقبول ترین مجموعہ جات سے ماخوذ بتایا گیا۔ چنانچہ اس کتابچہ کے ص۱۴ پر ایک حدیث یوں درج ہے:

"علم حاصل کرو خواہ وہ چین ہی میں کیوں نہ ہو" (بخاری)

اس قول کو جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرنا ایک بہت بڑا افترا ہے وہاں اسے بخاری کی روایت بتانا بڑی جرأت ہے۔ جو شخص کسی موضوع بات کو حدیث رسول کہنے سے نہیں ڈرتا اس سے اس کو کسی بڑے امام کی روایت کہنے پر کوئی حیرت نہ ہونی چاہیئے لیکن اگر کتاب و سنت سے یہ مذاق چلتا رہا تو عام مسلمانوں کے دین و ایمان کا خدا ہی حافظ ہے۔

دراصل مصنف کا مطلوب سوشلزم کا پروپیگنڈا ہے۔ روس کا لفظ تو کسی روایت سے ملا

لہ اسلامی پاکٹ بک کے اوپر کسی مصنف یا مرتب کا نام درج نہیں۔ البتہ اس کے شروع میں مسعود احمد صاحب ناظم اعلیٰ اوقاف کی طرف سے بطور پیش لفظ ایک پیغام درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تیاری کے سلسلہ میں ان کا ہاتھ ہے۔ واقعی اوقاف کی آمدنی کا بہت اچھا استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم کرے۔ آمین۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں، ایک موضوع روایت میں "چین" کا لفظ مل گیا تو غنیمت جان کر نقل کر دیا اور تصدیق کے لیے امام بخاریؒ کی کتاب "الجامع الصحیح" کا حوالہ دے دیا۔ حالانکہ یہ روایت بخاری تو کجا صحاح ستہ میں بھی نہیں ہے ہاں "موضوعات شریف" میں اس کا ثبوت ضرور ملتا ہے جو درج ذیل ہے۔

۱۔ امام ابن الجوزیؒ مذکورہ بالا حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:۔

"اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح نہیں ہے۔ اس کے راوی حسن بن عطیہ کو ابو حاتم الرازیؒ نے ضعیف کہا ہے۔ بخاریؒ اسے منکر الحدیث بتاتے ہیں ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ روایت باطل ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں"[1]

۲۔ امام سخاویؒ نے بھی اس حدیث کو مردود کہا ہے اور لکھا ہے کہ ابن حبانؒ اس کو باطل کہتے ہیں اور ابن جوزیؒ نے اسے موضوعات سے شمار کیا ہے[2]

۳۔ حوت بیروتی لکھتے ہیں:۔

"ابن حبانؒ نے اس کو باطل کہا ہے اور ابن جوزیؒ نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ حاکم نیشاپوریؒ اور ذہبیؒ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی سند درست نہیں۔"[3]

۴۔ امام منذریؒ نے ائمہ حدیث کے تفصیلی بیانات کی روشنی میں اسے رد کیا ہے[4]

۵۔ سب سے مفصل بحث اس پر دورِ حاضر کے نامور محدث ناصر الدین البانی نے کی ہے۔ آپ اسے مردود قرار دے کر آراء ائمہ اور دیگر دلائل سے اس کا بطلان ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یحییٰ بن معین نے کہا کہ میں اس کے راوی ابو عاتکہ کو نہیں جانتا۔ احمد بن حنبلؒ نے اس کا انکار بڑے شد و مد سے کیا ہے..... ابن حبانؒ نے اس کو باطل کہا ہے اور سخاوی نے اس کی تائید کی ہے۔ عقیلی نے اپنی کتاب "الضعفاء" میں لکھا ہے کہ "اطلبوا بالصین"

---

[1] کتاب الموضوعات ص ۲۱۶ جلد ۱ [2] المقاصد الحسنہ ص ۶۳

[3] اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب ص ۴۲

[4] فیض القدیر شرح جامع الصغیر ص ۴۲۵-۴۳۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے الفاظ سوائے ابی عاتکہ کے کسی نے روایت نہیں کیے جبکہ معلوم ہے کہ شخص متروک الحدیث ہے۔ عقیلیؒ نے اس کو بہت ہی ضعیف کہا ہے۔ بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے نسائی نے کہا ہے کہ ثقہ نہیں ہے ابو حاتمؒ نے ذاہب الحدیث کہا ہے اور سلیمانیؒ نے کہا کہ اس کا وضع حدیث کرنا معروف ہے۔ دوسری سند کے ایک راوی یعقوب کو ذہبیؒ نے کذاب کہا ہے اور تیسری سند کے راوی عبداللہ الجویباری کو سیوطیؒ نے وضاع کہا ہے۔" [1]

مذکورہ بالا محدثین اور ناقدین کی توضیحات سے معلوم ہوگیا کہ یہ حدیث کسی شخص کی وضع کردہ ہے اور جن دو تین سندوں سے یہ حدیث مروی ہے۔ سب میں سخت ضعیف بلکہ وضاع راوی موجود ہیں جن کی بنا پر اس کا موضوع (بناوٹی) ہونا ظاہر ہے۔

اس حدیث کو روایتاً مردود ثابت کرنے کے بعد ہم اس کا وہ مطلب بھی عرض کیے دیتے ہیں جو مختلف ائمہ نے بیان فرمایا ہے ——— منذری لکھتے ہیں:

"ای فیھا مبالغۃ فی البعد یعنی "ولو بالصین" سے مقصود دوری میں مبالغہ ہے"

چونکہ چین عربوں سے بہت دور تھا اور اس ملک سے ان کا کوئی خاص بلا واسطہ تعلق بھی نہ تھا اس لیے دوری میں مبالغہ کے لیے "چین" کا لفظ استعمال کیا گیا۔ مثلاً امام نوویؒ کہتے ہیں کہ:

"ابو حامد اسفرائینیؒ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص چین تک تفسیر طبری حاصل کرنے کی خاطر سفر کرے تو یہ بھی کچھ زیادہ نہیں"

ظاہر ہے کہ چین میں تو تفسیر طبری ملتی ہی نہ تھی۔ یہ صرف دوری ظاہر کرنے کے لیے کہا جاتا ہے، جیسے اردو میں مقولہ ہے۔ "ہنوز دلی دور است"

اس ساری بحث سے مقصود یہ ہے کہ اس قول سے اگرچہ مراد صحیح لی جا سکتی ہے لیکن اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دکھانا انتہائی جرأت ہے۔ صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

"جس نے میری طرف سے بات نسبت کی جو میں نے نہ کہی ہو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے"

---

[1] سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ ص ۲۴ تا ۲۷ ج ۱ (۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب مولانا اظہر امرتسری

حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ کا ناصحانہ کلام

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانانِ سعادت مند پندِ پیرِ دانا را!!

○

حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام حقیقت التیام صوفیانہ حقائق و رموز کی تشریح و وجدانی کیفیات کا ترجمان خیال کیا جاتا ہے۔ نشہ و سرور میں ڈوبے ہوئے الفاظ، صوفیانہ حسن اسلوب، وجد انگیز بندش، دل نشیں تاثرات کی خوشنما تنظیم نے ان کے کلام میں ایک معجز نما تاثیر پیدا کر دی کہ ہر مصرعہ ذہن میں آتے ہی دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے۔ میں جب کلامِ حافظؒ کا مطالعہ کرتا ہوں تو..... محسوس ہوتا ہے کہ کوئی پُر اثر جذبہ دل سے ابھر ابھر کر ان کیفیات کو اپنے دامن میں سمیٹ رہا ہے جو تاثیر شعر سے ذہن کو مسرور کرتی ہوئیں دل میں سما جانا چاہتی ہیں۔

حافظؒ کا کلام روح و وجدان کا مجموعہ گفت و شنید ہے۔ اس کے مصرعہ مصرعہ سے عرفان و حقیقت کی تجلیاں چھن رہی ہیں۔ وہ عشق و محبت کے دریا میں غوطہ لگا کر زبانِ شعر کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس کا کلام ان ہی لوگوں کے ضمیر پر دامنِ اثر پھیلاتا ہے جو توحید و معرفت کے رموز و اسرار بے نقاب دیکھنا چاہتے ہیں بایں ہمہ اس دریائے کیفیات کے سینہ میں حکمت و بصیرت کے بھی ہزاروں موتی چمک رہے ہیں لیکن ان کی لمعانی سے اس لیے بہت کم لوگ واقف ہیں کہ ناقدینِ فن نے آج تک حافظ کو صرف ترجمانِ عشقِ الٰہی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور ان کے عام فہم شعر کو بھی فلسفیانہ کھینچ تان سے تصوف کے کسی نہ کسی مسئلہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر لاکر چھوڑا ہے ورنہ حافظ ایک قادر الکلام اور جامع الشروط شاعر کی حیثیت سے جہاں نکاتِ تصوف کی تشریح کا حق ادا کرتا ہے وہاں انسانی زندگی کے نفسیاتی پہلوؤں پر بھی ہلکی سی روشنی ڈال رہا ہے۔

اس حقیقت سے تو کسی شخص کو انکار نہیں کہ حافظ اس عشق کے حقائق و معارف کا بوجوہ تمام شارح ہے جس کی پرورش آغوشِ روحانیت میں ہوتی ہے لیکن یہ نظریہ حافظ کو شاعرِ کامل کی خلعت عطا نہیں کر سکتا کیونکہ شاعرِ کامل ان تمام انسانی حقیقتوں سے واقف ہوتا ہے جو کفِ پا سے لے کر موئے سر تک حاوی ہیں۔ اسی طرح اس کی نگاہ احساسات و کیفیات کی دنیا سے ان کا نظارہ کیے بغیر نہیں رہتی۔ وہ علمِ بصیرت کی بنا پر انسانی فطرت کے تمام اندرونی و بیرونی واقعات پر فیصلہ کن بحث کر سکتا ہے۔ وہ اس کیفیت کے اسرار سے واقف ہوتا ہے جو ذی روح اور امرِ روح کے درمیان ذریعۂ گفتگو ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں ان نگاہوں سے بھی بے خبر نہیں جو نفسانی خواہشوں کی تحریک پر قابلِ احترام ہستیوں کو دعوتِ سیہ کاری دیتی رہتی ہیں۔ وہ نظروں کو آئینہ بنا کر اس میں خلوت کی چھپی ہوئی عیش افروزیوں کا عکس دیکھ لیتا ہے۔ اسی طرح جب انسانی زندگی کے نقائص کی طرف اس کو متوجہ کیا جاتا ہے تو وہ عقل و فکر پر تول تول کر ایسے حکیمانہ نظریات پیش کرتا ہے جن میں اصلاح و تہذیب کی روح پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ تمام خوبیاں حافظ کے کلام میں پائی جاتی ہیں۔ اس کو صرف تصوف و الٰہیات کا شارح قرار دینا بدترین بے انصافی ہے۔ میں اس کی تائید میں اپنی طرف سے کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا کیونکہ

"آفتاب آمد دلیلِ آفتاب"

حافظ کا کلام ہی حافظ کو شاعرِ کامل ثابت کر رہا ہے۔ ذیل میں دیوانِ حافظ سے وہ اشعار پیش کرتا ہوں جن کا ہر ہر مصرعہ زندگی کی خطرناک راہ میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے جو حضرت سعدیؒ و صائبؒ کے حکیمانہ اقوال کو دلیلِ راہ بنا چکے ہیں وہ حافظ کے حکیمانہ اور بصیرت افروز اشعار سے بھی اپنی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرنے کی کوشش کریں خواجہ مرحوم فرماتے ہیں:

① آسائشِ دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است
با دوستاں مروت با دشمناں مدارا!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلسفۂ جدید کے نزدیک بہشت مطمئن زندگی کا دوسرا نام ہے لیکن اطمینان کی نوعیت اور اس کے ذریعۂ حصول کے متعلق زبانِ فلسفہ سے جو کچھ کہا گیا ہے۔ اس کے افہام و تفہیم کے لیے ہزاروں حلقہ ہائے فکر سے دلائل مانگنے پڑتے ہیں۔ یہ خواجہ مرحوم کے عقل و فکر کا معجزہ ہے کہ انہوں نے نہایت سادہ اور عام فہم الفاظ میں ایک ایسی حقیقت پیش کر دی جس کی وسعت ہزاروں صفحات پر حاوی ہے۔

اگر انسان مروت مدارا سے دوست دشمن کے دل مٹھی میں لے لینے کی صلاحیت پیدا کر لے تو اس کی توقعات میں خطرہ کی سیاہی کے بجائے اطمینان کی تجلیاں چمکنے لگ جاتی ہیں۔ یہ وہ نعمت ہے، جس کو "آسائش دو گیتی" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ایک اور غزل میں خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

(۲)
اے دل شباب رفتہ نہ چیدی گلے ز عمر
پیرانہ سر مکن ہوسِ ننگ و نام را!

زمانہ شباب میں آفتابِ زندگی نصف النہار پر ہوتا ہے۔ اس عمر میں حیوانی قوا کو قابو میں رکھنا خوش سیرتی کے لیے ضروری ہے لیکن آتش فشاں ولولے ضبط و تحمل کا پردہ پھونکے بغیر نہیں رہتے۔ جوش آلود انگیں ہزاروں مجبوریوں کے باوجود قصرِ نوجوانی میں شمع ہوس جلا ہی دیتی ہیں۔ اس زمانہ میں جو شخص حقوق اللہ و حقوق العباد کی دیوار نہیں پھاندتا اس پر نفسِ زہد کو بھی ناز ہے ورنہ بڑھاپے میں تو قوا کی افسردگی انسان کو جبری زہد کی طرف راغب کر لیتی ہے چنانچہ سعدیؒ فرماتے ہیں:

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری ست
وقت پیری گرگ ظالم مے شود پرہیزگار

خواجہ صاحبؒ بھی اس شعر میں یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ جب جوانی کو جو عمر کا بہترین عملی حصہ ہے لہو و لعب میں برباد کر دیا گیا تو بڑھاپے میں مجبورانہ زہد و ورع کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

خواجہ صاحبؒ قناعت کا سبق دیتے ہیں کہ:

(۳)
ملکِ آزادگی و کنجِ قناعت گنجے ست
کہ بشمشیر میسّر نشود سلطان را!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دامنِ امارت جس قدر وسیع ہوتا ہے اسی قدر ہوس استعمار دل میں پریشانیوں کو بھی لا داخل کرتی ہے اس لحاظ سے طماع امیر پر وہ صابر و شاکر مفلس فوقیت رکھتا ہے جو تھوڑی سے تھوڑی آمدن پر قناعت کر کے دل کو سکون و اطمینان کا درس دیتا ہے۔ یہ امر محتاج بیان نہیں کہ دنیا میں وہی انسان آزادانہ سکون سے زندگی بسر کر سکتا ہے جس کی ضروریات محدود ہیں اور خواہشوں میں حرص و طمع کی جھلک کی بجائے قناعت کی روشنی ہے۔ لیکن یہ روشنی عام طور پر غریبوں کے جھونپڑوں میں ہوتی ہے۔ امیروں کے محل اس سے محروم ہیں جب تک امراء میں دولت و پیداوار کی صحیح تقسیم کا احساس پیدا نہیں ہوتا جب تک بادشاہوں کی حرصِ ملک گیری آتش و خون سے چمکتی ہوئی فضا کی تلاش ترک نہیں کرتی وہ گنج قناعت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے لیکن یہ دولت مفلسوں کے پاؤں پر سجدے کرتی رہتی ہے کیونکہ ان کی ضروریات اور خواہشیں اس قدر وسیع نہیں جن کے پورا کرنے میں قناعت سوز مشکلات حائل ہوں۔ ان کو جو کچھ میسر آجائے وہی ان کی ضروریات کا مرکزِ تکمیل ہے۔

(۴) حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش دلے
دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآن را!

اس شعر میں مے نوشی اور رندی کو اس زہد سے بہتر قرار دیا گیا ہے جس کی بنا حوام فریبی اور ذاتی اغراض کے ذریعہ تکمیل پر ہے۔ شراب نوشی بدترین جرائم میں سے ہے۔ رندی و شاہد بازی کرنا حدود اللہ سے متجاوز ہونے کی دلیل ہے۔ لیکن یہ سیاہ کاریاں نفسانیت کے مقتضا پر کی جاتی ہیں۔ اس میں انسان کا ذاتی نقصان مضمر ہے جس کی تلافی اس کو جسمانی یا روحانی صورت میں ایک دن کرنا پڑے گی شخصی گناہ عقوبت و نتائج کے اعتبار سے کتنا ہی خطرناک ہو۔ لیکن اس فریب کاری کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا جو سوسائٹی کے مفاد کو انفرادی اغراض کے ماتحت لانے کے لیے کی جاتی ہے اور وہ بھی خدا کے نام مذہب کے تقدس پر اور قرآنی نصوص کی امداد سے اس قسم کا گناہ جس کی وجہ جواز آیات قرآنی کی غلط تاویلات مبنی ہو اللہ اور کلام اللہ ہی سے روگردانی کا نتیجہ نہیں بلکہ اس سوسائٹی کے لیے بھی پیغام ہلاکت ہے جو تعقب قرآن پر ایمان رکھتی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواجہ صاحبؒ کی اس شعر سے یہ مراد ہے کہ شراب نوشی و رندی انفرادی گناہ ہے جس کا خمیازہ بھی ایک ہی شخص کو بھگتنا ہوگا لیکن قرآن کو "دام تزویر" بنانے سے ساری سوسائٹی گمراہ ہو کر عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے اس لیے اول الذکر گناہ ثانی الذکر جرم پر بلحاظ نتائج قابلِ ترجیح ہے۔ اسی قبیل کا ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیے:۔

⑤ فقیہِ مدرسہ دی مست بود و فتوائے داد
کہ مے حرام ولے بہ ز مالِ اوقاف است

اس شعر کے معانی و مطالب میں فلسفیانہ حسن کلام کی جھلک پائی جاتی ہے۔ فقیہ کا ذریعۂ معاش مالِ اوقاف تک محدود تھا۔ اسی مال سے وہ شکم پُری کرنے کے بعد ہجوے کرتا تھا۔ اس کو مالِ اوقاف کی تحریم کا خیال تو تھا لیکن ذاتی فائدہ کے پیشِ نظر اظہارِ صداقت سے گریز کرتا رہا۔ کل کسی طریقے سے اس نے شراب پی لی اور عالمِ مستی میں اس کو اپنے مفاد کا خیال نہ رہا۔ مالِ اوقاف تو اس کا ذریعہ معاش تھا ہی، شراب بھی اس نے پی لی۔ اب دونوں چیزوں کی عقوبت کے تصورات پر عقل دوڑانے کے بعد اس نے فتوے دیا کہ شراب حرام تو ہے لیکن اوقاف کے مال سے اچھی ہے۔

فقیہِ مدرسہ نے مستی سے پہلے اس لیے فتوے نہ دیا کہ کوئی دنیا پرست احترامِ شریعت کے لیے ذاتی اغراض کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اس تشریح سے شعر کا تعلیمی پہلو خود بخود سامنے آجاتا ہے۔

⑥ عیبِ رنداں مکن اے زہدِ پاکیزہ سرشت
کہ گناہِ دگرے بر تو نہ خواہند نوشت

جہاں تک لفظی معنی کا تعلق ہے اس شعر میں کوئی خوبی نہیں جو حافظیت کی آئینہ دار ہو لیکن تعلیمی اعتبار سے شعر کا ہر لفظ اپنے اندر شمع بصیرت روشن کیے ہوئے ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ زید کے گناہ کا خمیازہ کسی قانون کے مطابق عمرو نہیں بھگت سکتا لیکن عمرو اگر زید کے گناہوں پر تبصرہ کرتا ہے تو بجائے اصلاحِ اعمال کے غیبت کا مرتکب ہوتا ہے۔ شعر کا تعلیمی پہلو یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ گار کے ساتھ عقوبتِ گناہ میں شامل نہیں ہو سکتا تو اس کو لازم ہے کہ گناہ گاری پر تنقید کر کے اپنے تبحر کا ثبوت نہ دے۔ اس مسئلہ پر استاد ذوقؔ کا کتنا اچھا شعر ہے کہ:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو!
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو!

خواجہ صاحبؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

⑧ زاہد غرور داشت سلامت نہ برد راہ
رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

زاہد کو اپنی پارسائی اور زہد و تقوے پر غرور تھا اور درگاہِ الٰہی میں غرور پسند لوگوں کی رسائی نہیں۔ رند گناہ گار تھا لیکن وہ اپنی سیہ کاریوں پر نادم ہو کر عفو و لطف کا طالب تھا۔ درگاہِ الٰہی میں ندامت ہی سے بدکاریوں کی تلافی ہو سکتی ہے۔ شعر کا تعلیمی پہلو یہ ہے کہ انسان کو غرور عمل کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

⑨ چو با حبیب نشینی و باده پیمائی
بیاد آر محبان باده پیمارا!

کتنا دل پذیر شعر ہے۔ "یادِ رفتگاں" کا درس اس سے زیادہ مؤثر انداز میں نہیں دیا جا سکتا۔ ٹیگور اپنے فلسفیانہ جادوئے بیان سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر چکا ہے کہ دنیا کسی کا ساتھ نہیں دیتی لیکن خواجہ مرحوم اس مسئلہ کو جس سادہ اور مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:۔

⑩ مجو درستیِ عہد از جہانِ سست نہاد
کہ ایں عجوزہ عروسِ ہزار داماد است

ایک اور جگہ اسی مسئلہ کو دوسرے انداز میں پیش کرتے ہیں۔

⑪ بر و از خانہ گردوں بدر و نان مطلب
کایں سیہ کاسہ در آخر بکشد مہماں را

ایک اور غزل میں اربابِ دہر کی بے مروتی کے پیشِ نظر خود اعتمادی کا درس دیتے ہیں کہ:۔

⑫ مرد بسنجۂ اربابِ بے مروت دہر کہ کنج عافیت در سرائے خویشتن است

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی مفہوم کو دوسرے رنگ میں یوں پیش کیا گیا ہے

(۱۲) حافظ آب رخت بر در ہر سفلہ مریز
حاجت آں بہ کہ بر قاضی حاجات بریم

خود اعتمادی، خود داری اور قناعت کا اس درجہ روشن اور واضح الفاظ میں شاید ہی کسی نے سبق دیا ہو بلکہ اس مسئلہ کی تمام جزئیات بھی مکمل صورت میں پیش کر دی گئی ہیں۔ یہ ہے کمالِ فن

(۱۳) مباش در پئے آزار ہر چہ خواہی کن!
کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہی نیست

مذاہبِ عالم اور اہل اللہ نے گناہ کا جو تخیل مناسب اصلاح کے بعد پیش کیا ہے اس کی روح معنی یہ ہے کہ خدا کے نزدیک وہ سب سے بڑا گناہ ہے جس کی بنا خلقِ خدا کی دل آزاری پر ہو اسی طرح وہ نیکی بلحاظ جزا تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے جس کے نتائج سوسائٹی کے لیے انفرادی یا اجتماعی طور پر سود مند ہوں۔ شب زندہ داری، نماز روزہ، تقوے و پارسائی، زہد و عبادت یہ سب افعال انسان کے آئینہ اخلاق کو منور کرنے اور انسانی زندگی کو سود مند بنانے کا موجب ہیں لیکن اصولی طور پر یہ صرف انسانی سیرت کو روشن کرتے ہیں ان سے خدا کی ذات کو کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتی۔ لیکن جو شخص غربا کی پرورش اور یتیم کی امداد کرتا ہے۔ ننگے کو کپڑا دیتا ہے۔ بھوکے کو روٹی کھلاتا ہے۔ مظلوم کو پنجۂ ظالم سے چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ نادانستہ طور پر قدرت کو اس کے فرائض کی ادائیگی میں مدد دے رہا ہے کیونکہ حاجت روائی کی ذمہ داری قدرت پر عائد ہوتی ہے گویا خدمتِ عامہ کرنا خدا کی مدد کرنا ہے۔ اگرچہ اس کی قادریت کسی امداد کی محتاج نہیں لیکن وہ ان اعمالِ حسنہ کو بھی مسترد نہیں کرتا جو خلوصِ دل اور حسنِ نیت کی تحریک پر ظہور پذیر ہوتے ہیں چنانچہ پیغمبرِ اسلامؐ کا ارشاد ہے کہ:-

"خلقِ خدا کی خدمت کرنے والا ہی سردارِ قوم ہے"

اسی طرح جو لوگ اپنی زندگی کو خلقِ خدا کے لیے شرِ محض بنا لیتے ہیں وہ صرف سوسائٹی کے لیے ہی وجہِ ننگ نہیں بلکہ قدرت کے فرائض میں بھی ناجائز اضافہ کرنے کا موجب ہوتے ہیں اس لیے دل آزاری سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

...ہ کر کوئی گناہ نہیں۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مے خور و مصحف بسوزو آتش اندر کعبہ زن
ہر چہ خواہی کن ولیکن مردم آزاری مکن

غرضیکہ خواجہ مرحوم نے چند دل پذیر اور موثر الفاظ میں گناہِ اکبر کی جو تفصیلی تصویر پیش کی ہے اس کا دامن معنی انسان کے تمام تصوراتِ حسنہ پر حاوی ہے فلسفیانہ حقائق کی اس درجہ سادہ اور مختصر توضیح شاعری جزویست از پیغمبری کا روشن ثبوت ہے۔

(۱۴) نزاع بر سر دنیائے دوں کسے نکند
باشتی ببر اے نوردیدہ گوئے فلاح

جو لوگ پیغمبرِ اسلامؐ کی مکی زندگی سے قطع نظر کرنے کے بعد "آہنسا اور شانتی" کے فلسفہ کی باریکیاں "ٹالسٹائی یا گاندھی کے آئینۂ افکار میں دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں، ان کے لیے خواجہ صاحبؒ کا یہ شعر سرمایۂ استدلال ہے جس کے پہلے مصرعہ میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ دنیائے دوں میں کوئی طالبِ فلاح جھگڑا نہیں چھیڑتا۔ دوسرا مصرعہ شعر کا تعلیمی پہلو ہے جس میں آشتی سے گوئے فلاح لے جانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اگرچہ شعر دعوائے بے دلیل کا آئینہ ہے لیکن تعلیمی لحاظ سے ذہنیت افروز ہے تاہم میں ایک دنیادار کی حیثیت سے اس تعلیم کی تائید نہیں کر سکتا کیونکہ فلاح کے ذرائع پر عام طور پر ان ظالمانہ قوتوں کا قبضہ ہوتا ہے جو تمام دینی و دنیوی ترقیوں کو اپنے اغراض کے ماتحت چلانا چاہتی ہیں اور ظالم جنونِ قوت میں صلح و آشتی سے ان چیزوں سے دست بردار نہیں ہو سکتا جن پر وہ غاصبانہ قبضہ جما چکا ہے۔ اس حالت میں طالبانِ فلاح کے لیے دو ہی رستے ہیں یا تو اپنی خواہشوں کو نذرِ نامرادی کر دیں یا ظالمانہ طاقتوں کو فنا کر دیں جو ان کی رفتارِ ترقی میں رکاوٹ ڈال رہی ہیں لیکن تعدیم ظلم صلح و آشتی سے نہیں ہو سکتی۔ یہ مقصد آگ اور خون کی بارش ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ ان حقائق کے پیشِ نظر خواجہ صاحبؒ کا نظریہ مخصوص حالات میں قابلِ قبول ہو تو ہو لیکن استراری تعلیم کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

اب میں طوالت کے خوف سے خواجہ صاحبؒ کے اشعارِ ناصحانہ صرف تشریحی عنوانات کے تحت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ اس طرح تنقید و تبصرہ کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا، لیکن ارباب بصیرت کے سامنے صرف فانوس پیش کرنے کی ضرورت ہے شمع کی لمعانی پر وہ خود بخود نگاہ ڈال لیتے ہیں۔ اعمال صالحہ پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، منشائے خداوندی کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱۵) برعمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روزِ ازل
تو چہ دانی قلمِ صنع بنامت چہ نوشت

ہر چیز کی بنا خلل پسند ہے لیکن بنائے محبت بے خلل ہے۔

(۱۶) خلل پذیر بود ہر بنا کہ می بینی مگر بنائے محبت کہ خالی از خلل است

دنیا کی مخالفت کی پروا نہ کر اور رضائے خداوندی کا خیال رکھ اگر تو دنیا سے لڑے گا تو دنیا بھی ترے ساتھ جنگ کرے گی ——

(۱۷) بر آستانۂ تسلیم سر بنہ حافظ اگر ستیزہ کنی روزگار بستیزد!

اسی نظریہ کو اظہر امرت سری نے دوسرے رنگ میں پیش کیا ہے جو خواجہ صاحبؒ کے مصرعہ ثانی کی شرح کی حیثیت رکھتا ہے ——

زمانہ میرے موافق نہیں تو کس کا قصور؟
کہ میں نے بھی تو نہ مانی کوئی زمانے کی!

تنگ دستی میں بھی خدا کا شکر کر۔ کہیں یہ حالت بد، بدتر نہ ہو جائے۔

(۱۸) روزی اگر غمی رسدت تنگ دل مباش رو شکر کن مبادا کہ از بد بتر شود

ایام مصیبت میں صبر کر کیونکہ برے دن ہمیشہ نہیں رہتے۔

(۱۹) اے دل صبور باش مخور غم کہ عاقبت ایں شام صبح گردد ایں شب سحر شود

برے لوگوں کی صحبت انسان کو خراب کرتی ہے۔

(۲۰) زاہد از کوچۂ رنداں بسلامت بگذر کہ خرابت نکند صحبتِ بد نامے چند

عقل و دانش کی بات جاہلوں کو نہیں بتانا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۱) پیر میخانہ چہ خوش گفت بدردی کش خویش — کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند!

تکلیف اٹھائے بغیر راحت نہیں ملتی۔

(۲۲) سخن زعفہ شکایت کہ در طریقِ ادب — براحتے نہ رسید آنکہ زحمتے نہ کشید

ناجنس کی صحبت سے پرہیز لازم ہے۔

(۲۳) نخست موعظۂ پیرِ مے فروشش این است — کہ از مصاحبِ ناجنس احتراز کنید

قابلیت اوصافِ ذاتی پر مبنی ہے کوئی شخص قابل لوگوں کا بہروپ بھر لینے سے قابل نہیں ہو سکتا۔

(۲۴) نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند — نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند!

(۲۵) نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست — کلاہداری و آئینِ سروری داند

(۲۶) ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست — نہ ہر کہ سر نہ تراشد قلندری داند

ریاکاری شریفانہ شیوہ نہیں "سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا"

(۲۷) در سماع آں زسر خرقہ برانداز و برقص — ورنہ در گوشہ نشیں دلق ریا در برگیر

کینہ در لوگوں کو رازِ دل نہیں بتانا چاہیئے۔

(۲۸) حکایتِ شبِ ہجراں بدشمناں مکنید — کہ نیست سینۂ ارباب کینہ محرم راز

گرفتارِ مصیبت ہو کر صبر و تحمل کا رشتہ چھوڑنا نہ چاہیئے کیونکہ یہ عقل مندی کے خلاف ہے۔

(۲۹) اے دل اندر بندِ زلفش در پریشانی منال — مرغِ زیرک چو بدام افتد تحمل باید ش

واقفِ راز ہونے کے باوجود کسی شخص کے عیوب منظرِ عام پر نہ لانے چاہییں۔

(۳۰) احوالِ شیخ و قاضی و شرب المیوساں — کردم سوال صبحدم از پیرِ مے فروش

(۳۱) گفتا نہ گفتنی است سخن گرچہ محرمی — درکش زبان و پردہ نگہدار مے بنوش

تجھے پرائی پیڑ میں پڑنے سے کچھ نہیں مل سکتا ہر شخص اپنے مقصد کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔

(۳۲) رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا کے لیے غم کھانا فضول ہے۔

(۲۳) گوش کن پند اے پسر از بہر دنیا غم مخور گفتمت روشن حدیثے گر توانی دار گوش

یہ امر پایہ تحقیق کو پہنچ چکا ہے کہ دنیا اور کارِ دنیا فانی ہے۔

(۲۴) جہاں و کارِ جہاں جملہ ہیچ در ہیچست ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق

غم و شادی اگر گذشتنی ہیں تو بہتر یہی ہے کہ ہر وقت دل کو خوش رکھا جائے۔

(۲۵) حافظا چوں غم و شادیٔ جہاں در گذر است بہتر آنست کہ من خاطرِ خود خوش دارم

میں اپنے کمزور بازوؤں کی وجہ سے خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ان میں مردم آزاری کے لیے زور نہیں۔

(۲۶) من از بازوئے خود دارم بسے شکر کہ زور مردم آزاری مے نہ دارم ! !

دوستوں کے ظلم کا شکوہ دشمنوں سے نہیں کرنا چاہیئے۔

(۲۷) آشنایانِ رہِ عشق گرم خوں بخورند کافرم گر بشکایت بہ بیگانہ روم !

اس مضمون کو اساتذۂ اردو نے بھی غلو آمیز رنگینی کے ساتھ پیش کیا ہے چنانچہ

شکوہ اک بت کا ہے محشر میں خدا کے سامنے
آشنا کا ہے گلہ نا آشنا کے سامنے ! (ناسخ)

ہم نہیں وہ کہ کریں خون کا دعوےٰ تجھ پر،
بلکہ پوچھے گا خدا بھی تو مکر جائیں گے (ذوق)

ذوق کے شعر کی امتیازی خوبیاں حافظ و ناسخ کے شعروں پر غیر جانبدارانہ نظر ڈالنے سے معلوم ہوتی ہیں

جان سے ہاتھ دھو لینا آسان ہے لیکن ولی دوستوں سے قطع تعلق مشکل ہے۔

(۲۸) از جاں طمع بریدن آساں بود ولیکن از دوستانِ جانی مشکل تواں بریدن

راز پوشی ذریعۂ نجات ہے ——————

(۲۹) بہ پیرِ میکدہ گفتم کہ چیست راہِ نجات؟
بخواست جامِ مے و گفت راز پوشیدن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن لوگوں کے اقوال میں اعمال کی روشنی نہیں ان کی باتوں سے پرہیز لازم ہے۔

(۴۰) عنان بمیکدہ خواہیم تاخت زیں مجلس ! کہ وعظِ بے عملاں واجب ست نشنیدن

بوڑھوں کی نصیحت بختِ جوان سے بھی اچھی ہے۔

(۴۱) جوانا سر متاب از پندِ پیراں کہ رائے پیر از بختِ جواں بہ

زمانہ کی آنکھیں نہیں کہ وہ علم و جہل کے حسن و قبح پر نظر ڈال سکے۔

(۴۲) جہل من و علمِ تو فلک را چہ تفاوت آنجا کہ بصر نیست چہ خوبی و چہ زشتی

انسان کا رشتۂ اختیار دستِ قدرت میں ہے۔

(۴۳) در دائرۂ قسمتِ ما نقطۂ پرکارے لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی

دوست کیمیائے سعادت ہے۔

(۴۴) دریغ درد کہ تا ایں زماں نہ دانستم کہ کیمیائے سعادت رفیق بود رفیق

طریقِ عشق میں خود بینی و خود آرائی کفر ہے۔

(۴۵) فکرِ خود و رائے خود در عالمِ رندی نیست
کفر است دریں مذہب خود بینی و خود رائی

یہ ہیں وہ جواہر ریزے جن کی لمعانیاں محفلِ فکر و عقل میں شمع بصیرت جلا رہی ہیں لیکن دل دادگانِ تصوف ان نصیحت آمیز شعروں میں دستِ فکر ڈال کر الٰہیات کے رموز و اسرار نکالنے کی فکر میں تھے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواجہ عبدالسبحان راہی

اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں

اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں
تیری رحمت کے ہر دم طلب گار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

ہم کہیں کے رہے نہ تجھے چھوڑ کر،
ساری دنیا کی نظروں میں ہم خوار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

تیرے احکام سے تیرے اسلام سے
مختلف اپنے کردار و اطوار ہیں،
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

دور تھا جب کہ قدموں میں دنیا تھی اک
دور ہے اب کہ ہم سب نگوں سار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

مے کے نشے میں حاکم نے کلمہ پڑھا
سن کے ہم چپ رہے ہم خطا کار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرا قرآں سر رہ جلایا گیا
ہم یقیناً سزا ہی کے حقدار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

ولولے حوصلے اب فسانہ ہوئے
چلتی تلوار تھے ٹوٹی تلوار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

اتحاد و یقیں کی متاع لٹ گئی
مٹھوس دیوار تھے گرتی دیوار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

بے بسی، خستہ حالی، شکستہ دلی،
اپنے اعمال کے سب یہ اثمار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

تجھ سے کٹ کر پریشاں پشیماں ہیں ہم
تیرے رستے سے ہٹ کر ہوئے خوار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں!

سر جھکا کر کہو، گڑگڑا کر کہو!!
ہم گنہگار ہیں ہم خطا کار ہیں،
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں
اے خدا بخش دے ہم گنہگار ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

سماع امام نابلسیؒ کا نقطۂ نظر

سماع سے مراد گانے باجے سننا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ علمائے احنا
میں حضرت امام عبدالغنی نابلسی (ف ۱۱۴۳ھ) کا نظریہ ہے کہ مشروط طور پر جائز ہے، ورنہ ناجائز۔
نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی ہے اس کا نام ہے "ایضاح الدلالات فی سماع الآلات"۔ اس
انہوں نے "سماع" کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی ہے جو خاصی دل چسپ اور طویل ہے۔ آخر میں اس
ماحصل پیش کیا ہے، یہاں پر ہم اس حصہ کی تلخیص آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔ اس تلخیص کا بھی حاصل
کہ "نہ نو من تیل ہوگا، نہ رادھا ناچے گی"۔ نہ وہ شرائط پوری ہوں نہ کوئی سنے۔ تاہم "حمایت سماع"
عوام کچھ غلط ہی تاثر لیتے ہیں۔ جیسا کہ آپ ان کے تعامل کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ حالانکہ سماع کے مضر
کا تقاضا تھا کہ سدِ باب کے طور پر اس کی حوصلہ افزائی سے اجتناب کیا جاتا۔

ناجائز ہونے کی شرائط

اگر گانوں اور باجوں میں مندرجہ ذیل امور پائے جائیں تو پھر وہ ناجائز ہوں گے۔

شراب کا دَور چلتا ہو۔ زنا، لواطت اور اس کے محرکات اور دواعی موجود ہوں،
جیسے خواہشِ بد کے ساتھ غیر عورت کا بوس وکنار۔ اگر واقعۃً تو وہ مجلس ان فواحش سے
خالی ہو، لیکن قلب ونگاہ میں انہی محرمات کی ہلچل ہو کہ سنتے ہی کچھ اسی قسم کے جذبات کو انگیخت
ہوتی ہو اور دل چاہنے لگے کہ کاش! یہ سبھی کچھ یہاں موجود ہوتا ——— ان حالات میں
یہ بالکل حرام ہے، کیونکہ قصد ونیت کے فتور سے "وقوع فی المحرمات" کے امکانات پیدا ہو گئے

نوٹ: اس موضوع پر ہم نقطۂ نظر بار دلائل پیش کرنے کے لیے ہم مفتی صاحب سے ایک تفصیلی مضمون ہدیۃً قارئین کریں گے۔ ان شاء اللہ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ـــــ جب کسی شے سے "تصورات اور خیالات" مکدر ہو جاتے ہیں تو وہ شے حرام ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ بھی حرام ہیں۔

باقی رہا یہ تجسس کہ باطناً کوئی کس حد تک اس میں ملوث ہے تو گو اس زمانہ میں اکثریت ایسے ہی نااہلوں کی ہے تاہم ظن و تخمین اور غور و تدبر کے ذریعے علمائے حق اس قسم کی کرید، تجسس اور فتوے صادر کرنے کے مکلف نہیں ہیں۔ یہ کام دراصل حکامِ وقت کا ہے۔ کیونکہ وہ خلقِ خدا کی اصلاحِ حال کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور قانوناً گرفت کرنا بھی ان کے لیے ممکن ہوتا ہے۔

اس کی اصل عبارت یہ ہے:

فان اقترنت هذه الاكلات و هذا السماع المذكور با نواعه بالخمر او الزنى او اللواط او دواعى ذلك من اللمس بشهوة و التقبيل او النظر بشهوة لغير الزوجة و الامة او لم يكن شئ من ذلك فى المجلس بل كان فى المقصد و النية الشهوات المحرمة بان تصور فى نفسه شيئا من ذلك و استحسن ان يكون الموجود فى المجلس فهذا السماع حرام حينئذ على كل من سمعه بعينه فى حقه هو فى نفسه باعتبار قصده و نيته لانه داع فى حقه الى الوقوع فى المحرمات الموجودة فى المجلس و المقصودة التى تصورها فى نفسه و استحسنها ان تكون فى ذلك المجلس و كل ما يدعو الى الحرام فهو حرام و اذا كان هذا المعنى هو الغالب الكثير فى اهل هذا الزمان فلا نحكم به نحن فى كل احد بالفراسة و التخمين و ننسب الفسق بسبب ذلك الى امة محمد صلى الله عليه و سلم ما لم تكن المحرمات المذكورة ظاهرة فى ذلك المجلس من غير احتمال و لا تاويل فكل نفس لها على نفسه بصيرة و كل احد مكلف بحفظ نفسه من المحرمات المهلكة فى الاخرة كما هو مكلف بحفظ نفسه من الامور المهلكة فى الدنيا و لا يجوز التجسس عن عورات المسلمين كما قد منا الا لحكام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السیاسة فقط دون حکام الشرع و بقیة الناس کلهم حکام السیاسة هم المامورون بسیاسة الخلق و تادیبهم علی کل حال و نهم فی من کلهم حکام مالیس لغیرهم [1]

مباح صورتیں

ان کا سننا اس وقت جائز ہے جب مجلس اور قلب و دماغ ان امور سے خالی اور پاک ہوں:۔

وہ مجلس جو شراب زنا، لواطت، غیر عورت سے بوس و کنار سے خالی ہو۔ سننے والے کا قصد و ارادہ مستحسن اور پاکیزہ ہو۔ باطن صاف ستھرا ہو۔ اس میں ناپاک خواہشات کا ہجوم نہ ہو، دل کو کنٹرول میں رکھ سکے، جن خیالات، تصورات اور واردات کو اللہ نے حرام کیا ہے۔ اس کو ان سے بچا سکے۔ اگر خیالات آئیں بھی تو فوری طور پہ دل کو ان سے پاک کر سکے جو داغ دھبے ابھرنے لگیں انہیں دھو سکے اور ان کے بار بار کے سماع سے ان کا آئینۂ دل مکدر نہ ہونے پائے اور ان کے اثراتِ بد کے قبول کرنے سے فکر و نظر کا تحفظ کر سکے ——— پھر اس کے لیے سماع جائز ہے۔

و اما المباح من ذلك فهو اذا كان المجلس خاليا من الخمر و الزنى و اللواطة و المس بشهوة و التقبيل و النظر بشهوة لغير الوجه و الكمة و كان لذلك السامع قصد حسن و نيته صالحة و باطن نظيف طاهر من الهجوم على الشهوات المحرمة كشهوة الزنى او اللواط او شرب الخمر او شئ من المسكرات او المخدرات و كان قادرا على ضبط قلبه و حفظ خاطره من ان يخطر فيه شئ مما حرمه الله تعالى عليه و اذا خطر يقدر على دفعه من قلبه و غسل خاطره منه فى الحال و لا يضره تكرر وقوع

---

[1] ایضاح الدلالات فی سماع الآلات ص۳۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلك فی القلب بعد ان یکون مراقبا للاستماع من قبوله فانه یجوز له ان یسمع هذا السماع المذکور حینئذ بانواعه کلها ولا یحرم علیه شیء من ذلك[1]

ہمارے نزدیک سماع مع الآلات کا درجہ "تفریح مباح" کا درجہ ہے اور وہ بھی عوام کے لیے، خواص کے لیے نہیں، ہاں حسنِ آواز کے ساتھ صرف منظوم مگر بے ضرر کلام کا سننا خواص کے لیے بھی جائز ہے۔ لیکن مع الآلات ؟ حاشا و کلا۔ یہ عامی قسم کے لوگوں کا شعار ہے، سنجیدہ اور خواص کا نہیں ہے۔

علامہ نابلسی نے اور کئی ایک صوفیاء اور علماء کی طرح یہ کہہ کر بڑا ظلم کیا ہے کہ:

"یہ اہل معرفت کے لیے مستحب، موجب ثواب اور روحانیت کے سلسلہ میں ایک مفید شے بھی ہے۔

فیصیر السماع المذکور حینئذ فی حقه مستحبا، مندوبا الیه یثاب علیه لاستفادته منه الحقائق الالهیة والمعارف الربانیة وفهمه به المعانی التوحیدیة والاشارات الربانیة[2]

ہمارے نزدیک گانوں اور اجوں کو روحانیات کے باب میں مفید اور ترقی درجات کا موجب تصور کرنا غیر مسلم اقوام کا مذہبی احساس اور گمراہ کن عقیدہ ہے، ملتِ حنیفیہ کا نہیں ہے۔ یہ گرجوں، مندروں، اور گرودواروں کی تو جان ہیں مگر خانۂ خدا، مساجد اور مقاماتِ مقدسہ کو ان سے کبھی بھی مدد نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی کسی باخدا بندے اور اللہ والے نے خانۂ خدا کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ شروع میں یہ مسئلہ درپیش آیا کہ نماز کے لیے اعلان کرنے کی کیا صورت ہو۔ خواب میں ناقوس وغیرہ دکھا کر اذان سکھلائی گئی۔ کیونکہ ان آلات اور ان کے ساتھ سماع خانہ کو روحانیات کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اگر ہے تو صرف اتنی کہ یہ "غارت گر روحانیت" ہے۔ قوم یہود اور قوم ہنود جیسی اقوام کے رسوماتِ عبادت کا حصہ ہیں، مسلم کا نہیں ہے۔

---

[1] ایضاح الدلالات فی سماع الآلات ص۳۸

[2] ایضاً ص۳۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب عبدالرحمٰن عاجز

غم

اس نظم میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر شعر میں لفظِ غم ضرور آئے

آنکھ پُرنم ہے غمِ فرقت سے دل رنجور ہے — داستانِ غم سنانے پر زباں مجبور ہے

جب کوئی ساتھی نہیں ہوتا تو غم دیتا ہے ساتھ — غم حقیقت میں رفیقِ ہر دلِ مہجور ہے

غم نہ کر کوئی نہیں تیرا یہاں گر غم گسار — یہ جہانِ غم ہے، غم سے یہ جہاں معمور ہے

اس جہانِ غم میں مثلِ لالۂ خونیں کفن — دل مرا ہنستے ہوئے بھی کس قدر رنجور ہے

ایک جاں ہے جو ہزاروں غم سے ہے آتش بجاں — ایک دل ہے سینکڑوں فکروں میں جو مخمور ہے

دوستو! ہم کس لیے سعیِ نجاتِ غم کریں — غم سے جب لذت کشِ راحت دل مجبور ہے

ہو غمِ دورِ فلک، یا ہو غمِ جورِ حبیب — عاشقِ جانباز تو ہر حال میں مسرور ہے

غم نہ کر اے کشتۂ دار و رسن کچھ غم نہ کر! — سرخیٔ روداد غم خونِ دلِ منصور ہے

بحرِ غم میں ڈوب کر ہم پر یہ روشن ہو گیا — ظلمتِ یاس و الم میں غم چراغِ طور ہے

فکر و حسرت، یاس و حرماں، سوز و غم، رنج و ملال — ہے مآلِ راحتِ دنیا۔ غم و رنج و ملال،

احمد کیا غم، غمِ دنیا کا ہے کامل علاج — آیتِ حق ہے یہ جو قرآں میں مذکور ہے

کیا نہیں عاجز تجھے کچھ بھی غمِ روزِ حساب
چند روزہ زندگی پر کس قدر مغرور ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب اختر راہی ایم اے (سیاسیات، تاریخ)

محمد مارمیڈیوک پکتھال رحمۃ اللہ علیہ

قرآن مجید کا پہلا نومسلم انگریز مترجم

قرآن مجید کا پہلا انگریزی ترجمہ ۱۶۴۸ء سے ۱۶۸۸ء کے درمیانی عرصہ میں شائع ہوا۔ یہ ترجمہ، لاطینی ترجمے سے کیا گیا تھا۔ دوسرا ترجمہ جارج سیل کے قلم سے ۱۷۳۴ء میں اشاعت پذیر ہوا اور ڈیڑھ صدی تک اسی ترجمے سے انگریز دنیا قرآن مجید کی تعلیمات سے آگاہ ہوتی رہی۔ جارج سیل نے عیسائی نقطہ نگاہ سے قرآن مجید کے مفہوم میں تبدیلی کرنے کے لیے بیضاوی اور کشاف کے حوالوں سے من مانے حواشی لکھے۔ ڈیڑھ صدی کے طویل عرصے میں انگریزی زبان کے اسالیبِ بیان میں اس قدر تبدیلیاں واقع ہوئیں کہ ترجمہ فرسودہ ہوگیا۔ ۱۸۶۱ء میں کیمبرج یونیورسٹی کے استاد جے۔ ایم راڈویل نے سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کیا۔ زبان و بیان میں اصلاح کی اور ایک دوسری جدت یہ برتی کہ قرآن کریم کی سورتوں کو نزولی ترتیب سے ترجمہ کیا۔ یعنی آغاز سورۂ علق اور اختتام سورہ مائدہ پر کیا۔ بعد ازاں جرمن مستشرق میکس مولر اور پادری وہیری کے تراجم و تفاسیر شائع ہوئیں۔

یہ تمام تراجم انگریز مشنریوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے پیش نظر کیے تھے اور ان میں معنوی قطع و برید بھی موجود تھی۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی مسلمان اہلِ علم قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرتا۔ اس کا شدید احساس غلام ہندوستان کے مسلمانوں کو ہوا۔ انہوں نے پے در پے انفرادی طور پر کئی ترجمے کیے۔ بعض شائع نہ ہو سکے۔ بعض نامکمل رہے اور چند ایک زیورِ طبع سے آراستہ ہو کر اہل نظر کے ہاتھوں کی زینت بنے۔ تاہم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ترجموں میں وہ زورِ بیان، سلاست اور روانی پیدا ہونا ناممکن تھی جو اہلِ زبان کی خصوصیت ہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت ایک نومسلم انگریز۔ مارمیڈیوک پکتھال کو بخشی جس نے پہلے اسلام قبول کیا اور پھر سالہا سال کے غور و تعمق، تدبر و تفکر اور جگر کاوی کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ نہایت پاکیزہ زبان میں کیا۔ آج یہ ترجمہ دنیا بھر میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مغربی دنیا میں اسے بے پناہ مقبولیت حاصل ہے۔ صرف امریکہ میں لاکھوں کی تعداد میں چھپ چکا ہے۔

مارمیڈیوک پکتھال نے ترجمۂ قرآن کے دیباچے میں لکھا ہے:

"اس ترجمہ کا مقصد انگریزی خواں طبقے کے سامنے یہ بات پیش کرنا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان قرآن کے الفاظ سے کیا مفہوم لیتے ہیں اور قرآن کی ماہیت کو موزوں الفاظ میں سمجھانا اور انگریزی بولنے والے مسلمانوں کی ضرورت کو پورا کرنا ہے۔ معقولیت کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا جا سکتا ہے کہ کسی الہامی کتاب کو ایک ایسا شخص عمدگی سے پیش نہیں کر سکتا جو اس کے الہامات اور پیغام پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ یہ پہلا انگریزی ترجمہ ہے جو ایک ایسے انگریز نے کیا جو مسلمان ہے۔ بعض تراجم میں ایسی تفسیریں کی گئی ہیں جو مسلمانوں کے لیے دلآزار ہیں اور تقریباً سب میں زبان کا ایسا اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے جسے مسلمان غیر موزوں سمجھتے ہیں۔ قرآن کا ترجمہ ناممکن ہے[1]۔ یہ قدیم

---

[1] مشہور مستشرق اپیج۔ اے۔ آر۔ گب (H·A·R·GIBB) لکھتا ہے: حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا جیسے کسی بلند پایہ نظم کا ترجمہ ناممکن ہے۔ وحی کی زبان ہی مختلف ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ میں ترجمہ کرنے سے اس سے زیادہ کیا کر عربی زبان کے تراشے ہوئے نگینوں کے گرد شے جامع طور پر سامنے لانے کے بجائے مترجم اپنے وضع کردہ الفاظ استعمال کر جو اصل الفاظ کی جامعیت اور وسعت کو محدود کر دیں گے۔ ایسی آیات جن میں واقعات یا احکام و قوانین مذکور ہوں۔ ترجمہ کا یہ نقص شاید ان میں زیادہ نہ ہو۔ لیکن بایں ہمہ جو لطافتیں اور رنگینیاں اصل کتاب میں ہیں وہ ہرگز ترجمہ میں منعکس ہو نہیں سکتیں مثال کے طور پر اس سادہ سی آیت پر غور کرو۔ "اِنَّا نَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ اِلَیْنَا الْمَصِیْرُ" (۵۰/۴۳) انگریزی ہی نہیں دنیا کی کسی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ناممکن ہے۔ اس کے چھ الفاظ میں پانچ بار "ہم" کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ پانچ بار کی ضمیر کو کونسی زبان اس خوبی، لطافت اور جوش و خروش سے ادا کرے گی MODERN TRENDS IN ISLAM. P. 4

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیوخ کا اور میرا عقیدہ ہے۔ میں نے اس کتاب کو علمی انداز میں پیش کیا ہے اور اس کے لیے کوشش کی گئی ہے کہ موزوں زبان استعمال کی جائے۔ لیکن یہ ترجمہ قرآن مجید نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تو بے مثل و بے عدیل ہے۔ اس میں اتنی ہم آہنگی ہے کہ لوگ اسے سنتے ہی رونے لگتے ہیں اور وجد میں آجاتے ہیں۔ یہ تو قرآن کے مفہوم کو انگریزی زبان میں پیش کرنے کی محض ایک کوشش ہے اور اس کے سحر کی قدرے عکاسی۔ یہ عربی قرآن کی جگہ نہیں لے سکتا۔ نہ میرا یہ مقصد ہے۔ الخ"

نومسلم فاضلہ مریم جمیلہ اس ترجمے کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"مجھے اس کے مقابلے میں کوئی ترجمہ نہیں مل سکا۔ کسی ترجمے میں وہ فصاحت و بلاغت اور اندازِ بیان نہیں جو اس میں موجود ہے۔ بہت سے دوسرے تراجم میں "اللہ" کے لیے گاڈ (GOD) کا لفظ استعمال کرنے کی غلطی کی گئی ہے لیکن پکتھال نے ہر جگہ "اللہ" ہی استعمال کیا ہے اس سے اسلام کے پیغام میں مغرب کے قاری کے لیے بڑا تاثر پیدا ہوتا ہے۔"

مولانا عبدالماجد دریاآبادی پکتھال کے زبان و بیان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"پکتھال اپنی زبان کا ادیب اور اہلِ قلم تھا۔ اس کی زبان کی خوبی و شستگی کا کیا کہنا۔ اصلی قرآن کی جاذبیتِ زبان و بیان ایک حد تک ترجمہ میں منتقل ہو آئی ہے۔"

قرآن مجید کا یہ جلیل القدر مترجم ۷ اپریل ۱۸۷۵ء کی ایک صبح کو انگلستان میں سنک کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوا۔ اس کے والد چارلس پکتھال مقامی گرجا گھر کے پادری تھے۔ چارلس کی پہلی بیوی سے دس بچے تھے۔ بیوی کے انتقال کے بعد چارلس نے دوسری شادی کی تو اس سے مارمیڈیوک پکتھال پیدا ہوئے۔ مارمیڈیوک نے ہیرو (HARROW) کے مشہور پبلک سکول میں تعلیم پائی۔ دورانِ تعلیم میں سر ونسٹن چرچل اس کے ہم جماعت تھے۔ آخر دم تک دونوں دوستوں کے تعلقات نہایت اچھے رہے۔ سکول کی تعلیم کے بعد مارمیڈیوک آکسفورڈ یونیورسٹی میں داخلہ لے کر اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتا تھا مگر اس کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دوست مسٹر ڈولنگ فلسطین چلا گیا۔ اس وقت فلسطین سلطنتِ عثمانیہ میں شامل تھا۔ ڈولنگ فلسطین میں انگریزی سفارت خانے میں ملازم تھا۔ مارمیڈیوک سیر و سیاحت کی غرض سے اپنے دوست کے پاس فلسطین چلا گیا اور یہی سفر اسے اتھاہ تاریکیوں سے نور کی طرف لے آیا اور ڈیوک کی زندگی بدل گئی۔

مارمیڈیوک کئی سال تک فلسطین، شام، مصر اور عراق میں گھومتا رہا اور آخر میں ترکی چلا گیا۔ اس سیاحت میں مارمیڈیوک نے عربی اور ترکی زبانوں میں اتنی مہارت پیدا کر لی کہ ان زبانوں میں اپنا مافی الضمیر احسن طریقے سے ادا کر لیتا تھا اور ان زبانوں کے اعلیٰ لٹریچر کا مطالعہ کر سکتا تھا۔ عربی زبان اور اندازِ معاشرت سے اس قدر متاثر ہوا کہ انگریزی لباس چھوڑ کر عربی قبا و عمامہ استعمال کرنے لگا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب خلافتِ عثمانیہ میں اندرونی خلفشار پیدا ہو چکا تھا اور استعماری طاقتیں سلطنتِ عثمانیہ کی قوت توڑنا چاہتی تھیں۔ جنگِ طرابلس اور جنگِ بلقان میں خلافت عثمانیہ کو شکستیں ہو رہی تھیں۔ مارمیڈیوک کا خیال تھا کہ عیسائی طاقتیں مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لینا چاہتی تھیں اور مذہبی تعصب کی بنا پر خلافت عثمانیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی تھیں۔ مارمیڈیوک کے تمام اہم ترک لیڈروں سے دوستانہ مراسم تھے۔

۱۹۱۲ء میں مارمیڈیوک انگلستان واپس چلا گیا اور اینگلو عثمانیہ سوسائٹی قائم کی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ ترکوں کے حق میں رائے عامہ ہموار کی جائے اور ترکوں کے ساتھ کیے جانے والے مظالم انسانی ضمیر کے سامنے پیش کیے جائیں۔ مگر استعماری طاقتوں کا "ضمیر" سویا ہوا تھا لہٰذا اس کی کوششیں بے اثر ثابت ہوئیں۔ ۱۹۱۴ء میں جنگِ عظیم اوّل چھڑ گئی اور انگریز کھل کر ترکی کے خلاف ہو گئے اور خلافتِ عثمانیہ کو تباہ کرنے کے لیے میدانِ جنگ میں اتر آئے۔

عرب ملکوں کی سیاحت کے دوران اور اس کے بعد مارمیڈیوک اسلام کا مطالعہ کرتا رہا۔ جب اسلام کی صداقت پوری طرح اس پر آشکار ہو گئی تو دسمبر ۱۹۱۴ء میں اس نے لندن میں قبولِ اسلام کا اعلان کر دیا اور مارمیڈیوک پکتھال سے "محمد مارمیڈیوک پکتھال" بن گئے۔ پکتھال کہا کرتا تھا کہ:

"اس کی زندگی کا پُرامن اور عافیت بخش دور حلقۂ اسلام میں داخل ہونے سے شروع ہوا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۹۱۷ء میں پکتھال کی ملاقات لندن میں خواجہ کمال الدین سے ہوئی۔ خواجہ کمال الدین نے شاہجہان مسجد ووکنگ میں اسلامی مشن قائم کر رکھا تھا[1]۔ اور جب خواجہ صاحب ۱۹۲۰ء میں ہندوستان چلے آئے تو ان کی غیر حاضری میں شاہجہان مسجد کی خطابت کی ذمہ داریاں پکتھال ؒ نے ادا کیں اور اسلامی مشن کے آرگن "اسلامک ریویو" (Islamic Review) کی ادارت بھی کرتے رہے۔

۱۹۲۰ء میں پکتھال ؒ کو ہندوستان کے مشہور قوم پرست اخبار "بمبئی کرانیکل" کی ادارت پیش کی گئی، اور انہوں نے یہ پیشکش قبول کر لی۔ دراصل "بمبئی کرانیکل" کے انتظامی معاملات میں سوہانی خاندان کو اثر و رسوخ حاصل تھا۔ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی کے اس خاندان سے دیرینہ مراسم تھے۔ چنانچہ ان حضرات کے توسط سے "بمبئی کرانیکل" کی ادارت کا قرعۂ فال مارمیڈیوک پکتھال ؒ کے سر پڑا۔

۱۹۲۰ء میں تحریکِ خلافت شروع ہوئی اور ساتھ ہی تحریکِ ترکِ موالات چل پڑی۔ اس پُرآشوب اور ہنگامہ خیز دور میں مارمیڈیوک پکتھال ؒ نے قوم پرست طبقے کی خوب نمائندگی کی۔ پُرزور دلائل سے لکھے۔ زورِ قلم سے اپنا موقف اعلیٰ طبقے میں منوایا۔ پکتھال نے خود بدیشی کپڑے پہننا ترک کر دیے تھے اور کھدر پوش بن گئے تھے۔

۱۹۲۴ء میں مارمیڈیوک پکتھال کو اعلیٰ حضرت نظام دکن نے محکمۂ تعلیم میں ملازمت پیش کی اور وہ چادر گھاٹ سکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں ڈاکٹر یوسف حسین خان نے ان سے ملاقات کی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"وہ انگریزی کے اعلیٰ درجے کے ادیب اور عربی زبان سے بخوبی واقف تھے۔ پکتھال بڑے سچے اور راست باز مسلمان تھے۔ اسلام کے متعلق جب بھی ان سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے

---

[1] خواجہ کمال الدین صاحب متبنیٰ قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں میں سے تھے۔ مگر مرزا صاحب کے انتقال کے بعد امت قادیان دو گروہوں میں بٹ گئی۔ خواجہ صاحب لاہوری جماعت کے رکن رکین تھے تاہم قومی معاملات میں ان کی پالیسی بحیثیت مجموعی مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے مطابقت رکھتی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیشہ اس کی اخلاقی برتری کو نمایاں کیا..... اسلامی تعلیم میں جس چیز نے انہیں سب سے زیادہ گرویدہ کیا وہ اس کا عملی اور اخلاقی پہلو ہے۔

ایک دفعہ کہتے تھے کہ انسانی مساوات اور عالمگیر اخوت کے اصول اسی کے مظاہر ہیں، جو آج بھی اتنے ہی قابلِ قدر ہیں جتنے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تھے۔ ان کی بدولت اسلام کا پیغام سدا بہار ہے۔ ابھی اس کی اثر آفرینی ختم نہیں ہوئی ہے۔"

چادر گھاٹ سکول کے فرائضِ منصبی کے ساتھ ساتھ انہوں نے بلند پایہ سہ ماہی علمی رسالہ "اسلامک کلچر" (Islamic Culture) جاری کیا۔

نظام حیدر آباد دکن کی سرپرستی میں مارمیڈیوک پکتھال نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شروع کیا جب ترجمہ مکمل ہو گیا تو سرکارِ نظام کی طرف سے ان کو دو سال کی رخصت عطا کی گئی کہ مصر جا کر جامعہ ازہر کے علماء سے مشورہ کریں تاکہ ترجمہ میں ہر ممکن اصلاح ہو سکے۔ بالآخر دسمبر ۱۹۳۰ء میں یہ ترجمہ زیورِ طبع سے آراستہ ہوا۔

۱۹۳۵ء میں مارمیڈیوک کو سرکارِ نظام نے پنشن دی تو وہ ہندوستان سے واپس وطن چلے گئے انگلستان میں انہوں نے تبلیغِ اسلام کا کام جاری رکھا۔ تقریریں کرتے اور کتابیں لکھتے رہے۔ مارمیڈیوک پکتھال نے ترجمۂ قرآن کے علاوہ دس بارہ اعلیٰ درجہ کے ناول بھی لکھے۔ ۱۹ مئی ۱۹۳۶ء کو حرکتِ قلب بند ہونے سے انتقال کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتخاب

خواجہ عبد المنان، ایم اے

خدا پر کامل اعتقاد رکھیئے

علماءِ کرام کے خلاف سازش

خدا پر کامل اعتقاد رکھیئے

"تاریخ ان لوگوں کے بارے میں فیصلہ کرے گی جن کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کے نتیجہ میں برصغیر میں بدامنی اور انتشار پھیلا۔ ہزاروں لوگوں کو طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں اپنے گھر بار، اپنی املاک، غرض کہ ہر چیز کو خیرباد کہنا پڑا۔ نتیجے عوام کو جس منظم طریق سے قتل کیا جا رہا ہے اسے دیکھ کر ہلاکو اور چنگیز کی روحیں بھی شرما رہی ہیں۔ ہم ایک سوچی سمجھی اور منظم سازش کا شکار ہوئے ہیں اور اس سازش کو تیار کرتے وقت دیانت داری، جرأت و بہادری اور احترام کے ابتدائی اصولوں کو بھی نظر انداز کر دیا گیا۔ ہم خدا کے حضور سربسجود ہیں کہ اس نے ہمیں مصائب کا مقابلہ کرنے کی ہمت عطا فرمائی۔ اگر ہم قرآن پاک کو رہنما بنائیں تو یقین کیجئے کہ آخری فتح ہماری ہی ہوگی..... اپنا حوصلہ بلند رکھیئے۔ موت سے خوف زدہ نہ ہوں۔ ہمارے مذہب نے ہمیں بتایا ہے کہ ہم سفرِ آخرت کے لیے ہر وقت تیار رہیں۔ ہمیں حوصلے اور جرأت کے ساتھ موت کا سامنا کرنا چاہیے تاکہ پاکستان اور اسلام کے ناموس کی حفاظت کی جا سکے۔ مسلمان کے لیے شہادت سے بڑھ کر کوئی رتبہ نہیں۔ اپنا فرض انجام دیجئے اور خدا پر کامل اعتقاد رکھیئے۔ دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کا وجود ختم نہیں کر سکتی۔ پاکستان ہمیشہ قائم رہے گا۔" بانیٔ پاکستان محمد علی جناح ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء، یونیورسٹی سٹیڈیم لاہور میں تقریر)

علماء کرام کے خلاف سازش

۱۸۵۷ء کی ناکام جنگِ آزادی کے بعد جب انگریز نے ہندوستان پر اپنے حاکمانہ قبضہ کی گرفت مضبوط کرنی چاہی تو انہیں یہ محسوس ہوا کہ..... مسلمان کٹر قسم کے مذہبی لوگ ہیں اور اپنے مذہبی تعصب کی بنا پر انگریزوں کی ہر ایک چیز سے نفرتِ شدید کرتے ہیں اور اسی مذہبی جوش کے باعث ان میں جذبہ جہاد بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدرجۂ اتم موجود ہے۔ انگریز ہندوستان کو فتح کر چکے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ مسلمان کا جذبۂ جہاد ایک شیر کی طرح ہے کہ جب تک وہ اپنی کچھار میں پڑا ستوار ہتا ہے کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتا۔ لیکن جب وہ بیدار ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت بھی اس کو خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ یہی اندیشہ تھا جس نے انگریز کو پریشان کر رکھا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ کوئی ترکیب ایسی چلنی چاہیئے کہ مسلمانوں کے دلوں میں انگریزیت کے خلاف جو جذبۂ نفرت بھرا ہوا ہے وہ جاتا رہے لیکن اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ علمائے کرام کا ہی وجود ہے اور یہ ایسی کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہیں ہیں کہ آسانی سے کسی کے نقرئی یا زریں دامِ فریب میں آسکیں اس بنا پر انہوں نے چاہا کہ کسی طرح علماء کا وقار ختم کر دیا جائے اور مسلمانوں کے دل و دماغ پر انہوں نے جو تسلط جما رکھا ہے۔ اس کی گرفت کو ڈھیلا کر دیا جائے۔" (فہم قرآن "تالیف مولانا سید احمد صاحب مدظلہ)

ارباب تعلیم اور اصحاب مدارس کے لیے لمحہ فکریہ!

ارباب بصیرت اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ ہمارے ملک میں لادینی تعلیم اور مادہ پرستانہ رجحانات نے تعلیم و سیاست سے اسلام کو الگ رکھ کر جس طرح نظریہ پاکستان کو عملی شکل دینے سے پہلوتہی کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی، اس نے پاکستان کی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں اور آج نہ صرف یہ کہ ہم مشرقی پاکستان کھو بیٹھے ہیں، بلکہ پورے پاکستان میں لادین اور ملحدانہ پسندانہ تحریکیں زوروں پر ہیں جس کا واحد حل ملک میں اسلامی نظام کا عملاً نفاذ اور اسلامی تعلیم کا دور دورہ ہے۔ بلاشبہ اس وقت ملک میں اگر اسلام کا کچھ نام باقی ہے تو یہ دینی مدارس کا رہینِ منت ہے۔ لیکن اگر دینی مدارس نے عصری تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے نصاب تعلیم اور طریقۂ تعلیم کو زمانہ حال کی ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوششیں نہ کیں تو معاشرہ کی نگاہ میں وہ اپنی رہی سہی اہمیت بھی کھو بیٹھیں گے جس کا نتیجہ ملک و ملت کی تباہی ہوگا۔

اس وقت جبکہ ملک میں نئی تعلیمی پالیسی تیار کی جا رہی ہے اور دینی مدارس میں بھی نئے سال کی ابتدا ہے، اصحاب مدارس اور ماہرینِ تعلیم کو دینی مدارس کو مفید تر بنانے اور ان کے روشن مستقبل کے لیے باہمی مل بیٹھنے کا انتظام کرنا چاہیئے تاکہ باہمی تبادلہ خیالات سے "احسن طریقہ ہائے کار" اختیار کیے جا سکیں۔ اس وقت ملک کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ علماء کی ایک کیبنٹ تیار کی جائے جو کتاب و سنت کی تعلیمات کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق پیش کر کے اسلام کو مکمل ضابطہ حیات کے طور پر ملک میں رائج کر سکیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواجہ عبدالمنان راسخ

تعارف و تبصرۂ کتب

○

نام کتاب ۔ فضائل ابی بکرؓ جلتی بزبان مولا علیؓ جلتی

مرتب ۔ مولانا عبدالرشید حنیف

ناشر ۔ مکتبہ زبیدیہ جھنگ صدر

مسلمانوں کی تاریخ کا وہ انتہائی سیاہ دن تھا جب کسی کلمہ گو نے حضرت علیؓ کی (بزعم خود) عقیدت میں کھو کر حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عمرؓ کو اپنی تنقید کا ہدف بنایا اور وہ روز بھی تاریخ اسلامی کا یقیناً تاریک ترین ہے جب کسی دوسرے کلمہ گو نے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عمرؓ کی محبت میں سرشار ہو کر حضرت علیؓ کی تذلیل کی کوشش کی ہوگی۔ امتِ محمدیہ کا یہ اندازِ فکر اور اختلاف اتنا کرب ناک اور المناک ہے۔ کہ اس سلسلہ میں دونوں محاذوں سے الفاظ کے جو زہریلے تیر چلائے گئے ہیں ان کا تصور کر کے ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے اور سر ندامت سے جھک جاتا ہے۔ ان چاروں بزرگان عظام (جن سے دو کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سسر اور دو کو آپؐ کا داماد ہونے کا شرف حاصل ہے) کو ایسی ایسی غلیظ گالیاں دی گئیں اور ان پر ایسے ایسے بہتان و الزامات تراشے گئے کہ حیرانگی ہوتی ہے کہ یہ سب کچھ سن پڑھ کر ہمارے دماغ کی رگیں کیوں نہیں پھٹ گئیں۔

یارانِ نبیؐ کا مقام اتنا اعلیٰ اور ارفع ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ:۔

"میں علم کا شہر ہوں، ابوبکرؓ اس شہر کی بنیاد ہیں، عمرؓ اس کی دیوار ہیں۔ عثمانؓ اس کی چھت ہیں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔"[1]

[1] چاروں بزرگوں کا مقام بلاشبہ نہایت عالی ہے لیکن روایت مذکورہ غریب ہے۔ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاش صحابۂ کرامؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ذات بابرکات پر مشق ستم کرنے والے اس پہلو پر غور فرمائیں کہ وہ کس شہر کی بنیاد یا دیوار یا چھت یا دروازہ کو برا بھلا کہہ رہے ہیں اور اس برا بھلا کہنے کی زد براہِ راست کہاں پڑتی ہے؟ (العیاذ باللہ) لیکن کیا کیا جائے کہ یہ مسئلہ اب ایک باقاعدہ اسلامی موضوع بن چکا ہے اور اس موضوع پر بیسیوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ یلغار و دفاع کا یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ تنقید و تنقیص کا یہ مشغلہ انتہائی اذیت ناک اور ایمان سوز ہے۔ صحابہ کرامؓ کے مرتبہ اور مقام کا مسئلہ ایسا نازک مسئلہ ہے کہ ان پر تنقید و تنقیص تو کجا ان کے متعلق خوب اور خوب تر کی رائے کا اظہار بھی بے ادبی و گستاخی تک جا پہنچتا ہے۔ فلاح کی راہ تو وہی ہے جو مولانا ظفر علی خانؒ نے اختیار کی ہے۔

ع ہم مرتبہ ہیں یارانِ نبیؐ کچھ فرق نہیں[1] ان چاروں میں

اسی احتیاط کی راہ کو اختیار کرتے ہوئے مولانا عبدالرشید حنیف نے اڑتالیس ۴۸ صفحہ کا ایک کتابچہ بعنوان "فضائل ابی بکرؓ جنتی بزبان مولا علیؓ جنتی" مرتب کیا ہے۔ یہ کتابچہ اپنی طرز کا انوکھا اور قابل قدر حیثیت کا حامل ہے۔ حضرت علیؓ کے والا و شیدا اس کتابچہ کے مطالعہ سے خود ہی اندازہ کر سکتے ہیں کہ خود ان کے ممدوح حضرت ابوبکرؓ کے متعلق کتنی اونچی رائے رکھتے تھے اور ان کے دل و نگاہ میں ان کا کتنا احترام تھا۔

اس کتابچہ کی افادیت سے انکار نہیں لیکن مؤلف نے ترتیب میں محنت سے کام نہیں لیا جس کی وجہ سے ایک قاری مطالعہ کے دوران ربط و ضبط کا خلا محسوس کرتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ ہے۔ اسے مکتبہ زبیریہ جھنگ صدر کے علاوہ ادارہ اسلامیہ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال اور ادارہ نشر علوم اسلامی سمن آباد جھنگ صدر سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

---

[1] عزت و احترام کے اعتبار سے تو سب واقعی برابر ہیں لیکن صحیح احادیث سے رتبی تفاوت ثابت ہے اور ساری امت میں سے ابوبکر صدیقؓ کا اعلیٰ مقام تو اہل سنت کا متفق علیہ مسئلہ ہے (مدیر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

Regd. No. L. 7895 Telephone : 80550

Monthly **MUHADDIS** Lahore-16

Islamic Research Council

Vol : 2 | FEBRUARY 1972 | No. 2

ہر قسم کے سٹیم پائپ ، پائپ فٹنگز اور سٹیم والو وغیرہ

نہایت معیاری اور ارزاں خریدنے کیلئے

میسرز۔ حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز

برانڈرتھ روڈ (رام گلی نمبر۲) لاہور

سے رابطہ قائم کریں

ٹیلیفون دفتر ۵۲۸۶۳

ٹیلیفون گودام ۶۲۲۹۷

سٹاکسٹ اور جنرل آرڈر سپلائرز

جی آئی ایم ایس (سیم لیس پائپ) پائپ فٹنگز اور ولایتی و دیسی والوز وغیرہ

ماہنامہ **محدّث** لاہور

صدر دفتر
مدرسہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
گارڈن ٹاؤن - لاہور ۱۶

ذیلی دفتر
حافظ عبدالوحید اینڈ برادرز
رام گلی نمبر ۲ - لاہور

معاونین سے :-

زر سالانہ ۱۰ روپے
فی پرچہ ۹۰ پیسے

بیرونِ ملک

شرقِ اوسط : ۱- پونڈ ۵ شلنگ
مغربی ممالک : ۱- پونڈ ۱۰ شلنگ

فون نمبر ۵۲۸۶۳

سرور سٹیم پریس لاہور